علمبردار حمایت مذہب

مجلہ علمیہ
سہیل یمن

مدیر خصوصی

ابو البراعۃ سید ظفر مہدی گہر نصیر آبادی الجائسی
فاضل ۔ ملا فاضل منشی فاضل مولوی فاضل



قواعد سہیل یمن

۱۔ یہ رسالہ ہر ماہ عربی کے پہلے ہفتہ میں شایع ہوگا

۲۔ سہیل کی ضخامت فی الحال ۴۸ صفحات سے کم نہ ہوگی

۳۔ سہیل جملہ خریداران کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا

۴۔ اگر خریدار کے پاس کسی وجہ سے نہ پہونچ سکے تو ۲۰ ماہ عربی تک دفتر میں اطلاع پہونچنے پر دوبارہ روانہ کیا جا سکتا ہے اسکے بعد ۴؍ کا ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجا جا سکتا ہے۔

۵۔ سہیل کی سالانہ قیمت فی الحال ۳؎ اور ششماہی ۲؎ ہوگی

۶۔ جملہ مراسلات و ارسال زر و خط و کتابت بنام ابو البراعة سید ظفر مہدی گہر مدیر خاص و ناشر سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ ہونا چاہیئے۔

۷۔ مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر حدود متانت سے متجاوز نہ ہونگے اور معیار علم پر ٹھیک اترینگے تو بصد امتنان شایع کئے جائینگے۔

۸۔ سہیل کو چونکہ آیندہ اپنے کام میں جو دینی حمایت اور مذہبی دفاع پر منحصر ہے توسیع پیدا کرنا ہے لہذا وہ بغیر استعانت حاضر خدمت نہ ہوگا۔

۹۔ نمونہ کا پرچہ ۴؍ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائیگا۔ مفت حاضر خدمت نہوگا۔

۱۰۔ خریداران سے عرض ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل نا ممکن ہے۔

۱۱۔ جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے۔

اغراض و مقاصد سہیل یمن

۱۔ ہندوستان کے بہترین اہل قلم کے علمی مضامین کی اشاعت۔

۲۔ معاندین اسلام و مخالفین مذہب شیعہ کے بیجا اعتراضات اور حملوں کا دفاع۔

۳۔ حقیقی اخلاق اسلامی کا نشر۔

۴۔ علمی قومی اور مذہبی اور اُن ملکی معاملات پر جو مذہب سے متعلق ہوں گے تبصرہ و نقد۔

۵۔ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے علوم و سوانح کا نشر۔

مشتہرین کیلئے بہترین موقع ہے کہ وہ اس کثیر الاشاعت رسالہ کے ذریعہ سے نفع اٹھائیں اجرت اشتہارات حسب ذیل ہے۔

جگہ	سالانہ	ششماہی	سہ ماہی	ایک ماہ کیلئے
پورا صفحہ	لعہ/	عہ/	عہ/	صہ/
نصف صفحہ	عہ/	عہ/	سے/	سے/
ربع صفحہ	عہ/	معہ/	للعہ/	عا/

اشاعت اشتہار وصول اجرت پر موقوف ہے رعایت کی گنجائش نہیں۔

[illegible]



[illegible]



سہیل یمن

از صاحب حرم چہ توقع کنید باز
آن کسیکہ تیغ بہ صید حرم زند

نمبر (۹) — بابت ماہ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۵ھ — جلد (۱)

نمبر	مضامین	مضمون نگار	صفحہ
۱	سہیل کے آنسو	مدیر خاص	۲ - ۴
۲	افکار حاضرہ	"	۵ - ۷
۳	مواقع النجوم	پروفیسر مولانا شیخ فدا حسین صاحب سابق ممبر ہسٹاریکل سوسائٹی لاہور	۸ - ۱۶
۴	ہنسوہ پر ہنسو	ایک محقق	۱۷-۳۱
۵	کلوخ آمازرا پاداش سنگ است	مدیر خاص	۳۲-۳۷
۶	مدیر النجم کی خیانت	"	۳۸-۴۸

تنقیح «سہیل کے آنسو»

[illegible] کیاں برشک — خواہم بر آستان تو تنہا گریستن

سیدۂ عالم کی توقیر قبل وفات نبی:-

وحی کا مترجم، قرآن کا حامل، خدا کا حبیب، باعث ایجاد عالم جب کسی سفر سے پلٹ کے آتا ہے تو سب سے پہلے اپنی پارۂ جگر کے عتبۂ عصمت پر آکے خاتون جنت کی مصحف رخ کی زیارت کرتا ہے، اور اپنے محبت بھری کے پھول اس مخدرہ کے عظمت و جلالت پر نثار کرتا ہے۔

جب کبھی کسی سفر میں جانے کا قصد کرتا ہے تو سب سے پہلی وہ ذات جو نبوت کو اپنی طرف کھینچتی ہے صدیقۂ طاہرہ کی ذات ہوتی ہے جسکو دیکھ کر رسول صدق چشم نبوت کے گرانبہا موتی جبین پسینہ کی عظمت کی جھوٹ آب بڑھاتی ہے نثار کرتا ہے اور پیشانی روشن پر جو رشک لوح محفوظ تھی چند تعظیمی بوسے دے کر سفر کی دور دراز منزل کے قطع کے قابل ہو جاتا ہے۔

جبریل سا ملک مقرب آتا ہے مگر پیکر نبوت میں کوئی جنبش نہیں، قرآن اترتا ہے مگر رسول اپنی جگہ نہیں چھوڑتا، نفس رسول آتا ہے مگر اسے کوئی حرکت نہیں ہوتی ہاں عالم کی خوشنودی مریم کی خرف آسیہ کی فخر حور جنت کی سرتاج رسول کی لخت جگر جب آتی ہے تو نبوت کے اطمینان میں تعظیمی جزر و مد پیدا ہوتا ہے اور نبی مرسل تعظیماً سرو قد کھڑے ہو جانے کے لیے مجبور ہوتا ہے:

کیا دنیا ان مشاہدات کو بھول سکتی ہے، کیا یہ ابھرے ہوئے نقش کبھی صفحات تاریخ سے محو ہو سکتے ہیں؟ حاشا و کلا یہ تعظیم و تکریم کی تصویریں پیش نظر ہیں اور رہیں گی۔

سیدہ کی تعظیم بعد وفات نبی:-

تعظیم کرنے والا گہری نیند میں سو رہا ہے مگر اسکی مطاہر روح سیدہ کی عظمت کے لیے ہنوز بیدار ہے ملک اسی طرح خادم بنا ہوا ہے جسطرح پہلے تھا کیونکہ گھر بدلا نہیں، علم و حکمت اسی طرح خیمہ زن ہیں جیسے پہلے تھی کیونکہ باب علم موجود ہے، وحی کے سلسلے ضرور قطع ہو گئے مگر ہنوز ملائکہ کے پروں کی

آوازاہی تک گونج رہی ہے، پھر وہ کیا ہوا؟ دنیا پرستوں کا مزاج! اور ایسا بدلا جس کی امید خرافات پسند طبیعتوں کو نہ تھی۔

سیدہ کی خوشی بھی مل گئی کاروان اشک ہے کہ رکتا ہی نہیں، نالہ فریاد کی آوازیں ایسے خواب ناز میں خلل انداز ہونے لگیں جن کو اپنے رسول کے مرنے کا اتنا بھی رنج نہ تھا جتنا اپنے کسی دوست یا عزیز کا ہو سکتا ہے، ورنہ نیند نہ آتی اور خواب زباناوں کی شکایت نہ کی جاتی۔

سیدہ کے دل بہلنے کی صورت ہی کیا تھی، کیونکہ باپ کے غم نے کسی قابل نہ رکھا تھا، ہاں انہیں بچوں سے کچھ دل بہلتا تھا جو رسول کے کاندھے کی زینت آنکھوں کی ٹھنڈک، اور دل کے سرور تھے،

وہ کون سی ہستی ہے جو اپنے باپ کے تبرکات اور اپنا مخصوص حق دنیا میں نہیں مانگتی یہ چیزیں اگر کسی وارث کے پاس آجاتی ہیں تو اس کے دل کی اضطرابی کیفیات میں سکون اور سکون میں مسرت کی جھلک نظر آتی ہے

جیسے ابھی تک کانوں میں وہ آواز آتی ہے کہ سیدہ قریش کی عورتوں کے گروہ میں اپنے باپ کی مسجد میں قرآن کی آیتوں کو معگار بنائے ہوئے اپنا حق طلب کر رہی ہیں اور اس قدر مؤثر پیرایہ میں کہ مسجد کا ہر ہر ذرہ سیدہ کی آواز کی تائید اپنے آنسوؤں سے کر رہا ہے دنیاوالوں کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں مگر سنگ بہت سنگدل افراد کا دل نہیں پسیجتا، بلکہ دیکھنے کے بہانے صنم پرستی کے ثبوت میں تراشے جاتے ہیں۔

کیا سیدہ یوں ہی اٹھ کر رسول سے کچھ مانگتی تو وہ دو انکار کیا ان کا حق واضح تھا یہی جواب دیتے؟ اور اس حالت میں جب کہ سیدہ کا دل فراق پدر میں خون ہو رہا ہو، شرم اسلام والو شرم یہ ہے خانوادۂ نبوت کی تعظیم جس پر گروہ اسلامی فخر و مباہات کرتا ہے،

جیسے ابتک یہ آواز کانوں میں آرہی ہے کہ کوئی اپنی حزیں آواز میں کہہ رہا ہے یا ابن الخطاب جئت لتحرق داری (ارے کیوں میرا گھر جلانے آیا ہے؟) اور اس میں تو

رسولؐ کے نواسے حسنؑ اور حسینؑ بھی ہیں" یہ دل ہلا دینے والی دردناک آواز جو عرش کو ہلا رہی تھی ظاہر کر رہی تھی کہ نبی زادی کی منزلت بعد رسول اتنی گھٹی کہ اسے حسنؑ اور حسینؑ کا ذکر کر کے رسول کی محبت پر جو اُن سے تھی، روشنی ڈالنی پڑی اور یوں بچاؤ کی صورت نکالنی پڑی۔

دُنیا دیکھے اور غور کرے، احراق نہ سہی صرف ارادہ سہی کہانتک اخلاق اسکی اجازت دیتا ہے، کہانتک رسول کی محبت اسکو جائز قرار دیتی ہے، کیا ہمارا رسول ایسا ہی تھا؟ اور اسنے یہی سبق دیے تھے؟

دل اور وہ بھی عورت کا دل کہاں تک ان مصائب کو برداشت کرسکتا تھا، باپ کی محبوب ہستی کا فراق، حق مانگنے پر بھی نہ ملنا، دروازہ پر سلام کرنے والوں کا فقدان محبت کے دعویداروں کا نفاق، جلالت وعظمت کی سُبکی، یہ تمام وہ باتیں تھیں جنہیں سے ہر ایک سیدۂ عالم کے لیے روح فرسا تھی، چہ جائیکہ یہ سب، آخر تیسری جمادی الاخری کو بیت الحزن کا چراغ بجھا اور وہ آغوش نبی کا پروردہ پھول جو اپنی حق طلبی کی وجہ سے کانٹا سا کھٹکتا تھا رنج والم کی تیز آندھی میں گرا، اور وہ قبر نبی کی زینت، ممدوحۂ رب العزت حشر تک کے لیے اپنے حق سے خاموش ہوگئی۔ وسیعلموا الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

ایک زمانہ وہ تھا کہ جفا پرستوں نے رونے سے تکلیف کی شکایت کر کے سیدہؑ کو گھر سے بیت الحزن جانے پر مجبور کیا تھا، اس اخلاق پر نظر کرو تو تمھیں معلوم ہوگا کہ سیدہ میں رسالت کی کتنی جھلک نظر آتی تھی، کہ اپنے گھر کو دوسروں کی راحت کے لیے چھوڑا، ایک زمانہ انھیں نجس روحوں کا وہ آیا کہ آج عصمتکدہ طہارت یعنی جنت البقیع جس میں وہ معظمہ مدفون تھیں برباد کر ڈالی گئی، سچ ہے مسجد نبوی اور بیت اللہ اگر خلفا کے زمانے میں نہ کھودا جاتا تو یہ جرأت اور یہ جسارت ایمان دشمن دلوں کی نہوتی۔

"ہیچ کافر نہ کند انچہ مسلماں کردند"

افکارِ حاضرہ

تو بایں کوتہی و مختصری این ہمہ کبر و عجب بوالعجبی است

ربیع الاول کے رسالہ میں پھر وہی بانگ بے ہنگام ہے اور پھر وہی یاوہ گوئی کہ سہیل یمن والوں نے سہیل یمن ہمیں نہ بھیجا، اور نہ ایڈیٹر اصلاح نے کوئی جواب دیا وغیرہ وغیرہ، ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے مدیر النجم نے اپنا پرچہ دفتر سہیل یمن میں بھیجا تھا اور سہیل مبادلہ میں نہیں گیا ربیع الثانی اور جمادی الاولیٰ کا سہیل یمن دیکھو تمہاری اس فریاد کا جواب اسمیں موجود ہے۔

سہیل کے پاس باوجود طلب النجم نہیں آتا مگر وہ کسی نہ کسی صورت سے اسے حاصل کرکے اسکی دریدہ دہنیوں کا جواب دیتا ہے مگر النجم والوں کو سہیل کے حاصل کرنے کا راستہ نہیں سجھائی دیتا کیونکہ اسکی ضیا باری سواد کفر کو فنا کرتی ہے اور النجم کی آنکھوں میں خیرگی پیدا کرتی ہے۔

اگر آپ کو اپنے مذہب باطل کی حقیت ثابت کرنا مقصود ہے تو النجم بھیجیے سہیل بھی صاعقۂ عذاب بن کر گریگا یہ منظور نہیں تو قیمت خرچ کرکے منگوائیے۔ غل مچانے اور عامیوں کی طرح قاؤں قاؤں سے کوئی نتیجہ نہیں۔

"النجم" دنیا بھر میں گشت لگاتا ہے اور کشکول بدست سعدی کے اس شعر پر کاربند نظر آتا ہے ......

رزق ہر چند بے گماں برسد شرطِ عقل است جستن از درہا

مگر دفتر سہیل میں نہیں آتا کیوں؟ اس لیے کہ ....

گو کسے بے اجل نہ خواہد مرد تو مرو در دہانِ اژدرہا

نوٹ (خط و کتابت سے قبل قواعد سہیل ملاحظہ فرمالیا کیجئے)

قابلِ تقلید مثال

نوا را تلخ تر می زن چو ذوقِ نغمہ کم یابی حدی را تیز تر میخواں چو محمل را گراں بینی

میں سید محمد رفیع صاحب کاظمی سررشتہ دار ریاست بلرام پور کا شکر گزار ہوں کہ ممدوح نے صرف اپنے مذہبی اور ایمانی تحریک پر سہیل یمن کو متعدد خریدار دیئے اور بغیر اسکے کہ مجھ سے اور ممدوح سے کبھی کا تعارف رہا ہو یا کبھی کی ملاقات آپ نے ایسی سعی فرمائی خدا انھیں جزائے خیر عنایت کرے اور یہی جذبہ اس ہمارے ہر فرد میں پیدا کر دے۔ آمین!

دامِ تزویر نگار

نہ گردد کز ہوائے کفر خیزد چہ نقصاں موکب پیغمبری را

"نگار" کے دیکھنے سے عجیب عجیب انکشافات ہوا کرتے ہیں چنانچہ ابھی نومبر نمبر میں ایک عجیب شے نظر سے گزری یعنی "باب استفسارات" میں جو جوابات دیئے گئے ہیں ان میں جناب یونس ؑ کے متعلق بھی کچھ تذکرہ ہے جو کچھ لکھا گیا یونس ؑ کے متعلق ہو یا خضر ؑ کے متعلق یا جناب عیسیٰ ؑ کے متعلق یہ تمام باتیں نقشِ اول کی حیثیت نہیں رکھتیں بلکہ اس سے پیشتر سر سید احمد نے اپنی قابلیت کا اعلان انھیں باتوں کا اظہار کر کے کیا ہے جس کا آموختہ ہمارا نامہ نگار سنا رہا ہے۔

ابکی مرتبہ کا بدیع انکشاف یہ ہے کہ یونس بطنِ ماہی میں نہیں رہے، کیوں؟ اسکی دلیل یہ ہے کہ قرآنی آیت "للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون" میں بطن کے ساتھ جو ضمیر جڑی ہوئی ہے وہ "حوت" کی طرف نہیں پھر سکتی کیونکہ "حوت" مؤنث ہے اور ضمیر مذکر کے لیے ہے۔

نہ معلوم ہمارے فاضل اڈیٹر کو کس چیز سے یہ دھوکا پیدا ہوا اور کون سے خیال نے تحقیق کا موقع نہ دیا، شائد "حوت" میں تائے تانیث سمجھ کر اسکے مؤنث ہونے کا فرمان جاری کیا ہو، یا ممکن ہے "حوت" کا ترجمہ اردو میں مچھلی کیا ہو، اور مچھلی بیچاری چونکہ زبانِ اردو میں مدام تانیث سے وابستہ ہے لہذا اسکے ہم معنی لفظ، وہ چاہے جس زبان کا بھی ہو اسکو بھی ہمارے فاضل اڈیٹر نے مؤنث ہی سمجھا۔

میں باادب یہ عرض کرونگا کہ مدیر صاحب جب کسی علمی مطلب کو لکھنے بیٹھا کریں تو پہلے اپنی قابلیت پر عدم اعتمادی کا ضرور پاس کرتے ہوئے تحقیق سے کام لیا کریں۔ کاش فاضل اڈیٹر نے قرآن کی آیت "فالتقمہ الحوت" پر نظر ڈالی ہوتی تو یہ گتھی خود بخود حل ہو جاتی کہ کلام عرب میں "حوت" مؤنث نہیں بلکہ مذکر ہے ورنہ فعل "التقمہ" نہ آتا بلکہ "التقمتہ" آتا۔ اور اگر اب بھی "حوت" کے تانیث پر اصرار ہو تو میں بخاری کی عبارت پیش کروں کیونکہ فاضل اڈیٹر بخاری کے ہم مشرب ہیں اور جس طرح ہمارے معاصر نے خضر صلوات اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے اسی طرح بخاری نے بھی حضرت خضر کے وجود کا انکار کیا ہے:- ملاحظہ ہو۔ بخاری مطبوعہ مصر ص۱۹۱ جلد۳

اخبرنی عمرو انہ سمع جابرا رضی اللہ عنہ یقول غزونا جیش الخبط وامر ابو عبیدة فجعنا جوعا شدیدا فالقی البحر حوتا میتا لم یر مثلہ فاکلنا منہ نصف شہر فاخذ ابو عبیدة عظما من عظامہ فمر الراکب تحتہ۔

کیا اب بھی "حوت" جناب کے نزدیک مؤنث ہی ہے؟ اگر ایسا ہے تو بخاری کی اصلاح فرمائیے کیونکہ قرآن کے بعد صحیح بخاری مانی جاتی ہے، قرآن کی اصلاح ہو چکی اب بخاری پر دست تصرف بڑھے جتنی ضمیریں تذکیر کی مستعمل ہوئی ہیں "مثلہ، منہ، عظامہ" ان سب کو "ہا" سے بدلیے، دیکھیے تو اہل علم میں کیا شہرہ ہوتا ہے۔

یوہیں روایت مذکور کے تحت میں دوسری روایت ملاحظہ ہو:-

والقی البحر حوتا یقال لہ العنبر فاکلنا نصف شہر وادھنا بودکہ فاخذ ابو عبیدة ضلعا من اضلاعہ۔

ان ضمائر کو بھی بدلنے کی ضرورت ہے "لہ" کو "لہا" کہیے "ودکہ" کو "ودکہا" اور "اضلاعہ" کو "اضلاعہا" تو مناسب ہے۔

حافظا می خور و رندی کن و خوش باش ولے　　دام تزویر مکن چوں دگراں قرآں را

باسمہ سبحانہ

مواقع النجوم

قال الشیخ سراج الدین حسن بن عیش القرشی التیمی (نسبۃ الی جدہ لابیہ القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما) العدوی (نسبۃ الی جدۃ لام ابیہ عبداللہ بن عمر بن الخطاب) الاموی (نسبۃ الی جدۃ لامہ ابان بن عثمان الاموی) الیمانی الدرشن خانی (نسبۃ الی بعض اجدادہ لابیہ وکان امراء الملک جلال الدین اکبر شاہ دہلی) ہذا ما استحسنت التقاطہ من کتابی اعلام الوری فی فوائد دہانی سرا ولم یسبقنی احد من اصحابنا فی تفسیر قولہ تعالی فی سورۃ الواقعۃ فلا اقسم بمواقع النجوم وانہ لقسم لو تعلمون عظیم الایۃ وتشخیص المراد منہ والنظر فیہ وما ویسبقنی اللہ سبحانہ من تعیین المعنی المراد من تلک المواقع فی ہذہ الکریمۃ فاقول باللہ التوفیق ان قولہ تعالی فلا اقسم بمواقع النجوم بیانہ انہ سبحانہ قد اقسم فی ہذہ الکریمۃ بمواقع النجوم لا بنفس النجوم التی وقعت فیہا فالنجوم ہہنا اما ہی النجوم المشاہدۃ فی السماء فی کل لیلۃ او شیء اخر غیرہا عبر عنہ بالنجوم ان کان الاول

باسمہ سبحانہ

مواقع النجوم

شیخ محمد سراج الدین حسن بن عیش قرشی تیمی (کیونکہ انکے والد اولاد میں ہیں حضرت قاسم ابن محمد ابن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم) عدوی (کیونکہ انکے والد کی والدہ اولاد میں تھیں عبداللہ ابن عمر ابن خطاب کے اور وہ بنی عدی سے تھے) اموی (کیونکہ خود انکی والدہ اولاد میں تھیں ابان بن عثمان کے اور وہ بنی امیہ سے تھے) یمانی یعنی یمنی درشن خانی (کیونکہ انکے جد اعلے نواب درشن خان تھے جو امراء عہد دربار اکبر بادشاہ دہلی سے تھے) نے بیان کیا کہ یہ ہی خلاصہ اس تحریر کا جو میں نے اپنی کتاب اعلام الوری بفوائد دہانی سرا میں لکھا ہے اور مجھ سے پیشتر شیوخ میں کسی نے تفسیر آیۂ کریمہ سورہ واقعہ فلا اقسم بمواقع النجوم وانہ لقسم لو تعلمون عظیم کی تفسیر اور اسکی مراد کی تشخیص میں سبقت نہیں کی کہ لفظ مواقع سے پروردگار عالم کی اور نجوم سے کیا مراد ہے پس میں بتوفیق خداوندی عرض کرتا ہوں کہ پروردگار عالم نے اس آیۂ وافی ہدایہ میں قسم یاد فرمائی ہے مواقع نجوم کی نہ خود نجوم کی جو ان میں واقع ہیں تو یہاں مراد نجوم سے یہی سیارے ہیں جو ہر شب ہم کو آسمان پر دکھائی دیتے ہیں یا ان کے سوا کوئی اور شے ہے جس سے نجوم کے ساتھ تعبیر ہوئی ہے اگر شق اول صحیح ہے تو یہ مواقع اس فضاء خالی کے حصے ہونگے جسمیں سیارے تیر کر

فتلك المواقع هي بعض الفضاء الخالي الذي
تسبح فيه هذه النجوم ويجوز ان يكون سبحانه وتعالى
اقسم هنا بكل هذا الفضاء فان كله ليس بمواقع
تلك النجوم بل بعضه فقد اقسم ببعض الفضاء
وترك البعض الآخر الذي ليس من مواقع
تلك النجوم كما دل عليه اضافتها الى النجوم
لكن شرفها بحسب الظاهر من جهة انتسابها الى
النجوم وان يكون بنفسها لها شرف عظيم لكنه
سبحانه عرفها عباده على وجه التعيين وامتياز
بعضها من بعض فان الفضاء بنفسه لا تمايز
بين اجزائها فلا بد من تعيين الشريف منها من
الاشرف وتمييز الاشرف منها من الاخس فهذا
يوجب ان لا يكون كل الفضاء شريفا مستحقا لان
يقسم به بل بعضه وهذا يوجب ان يكون الشيء الواحد
بعضه شريفا وبعضه غير شريف ان لم يكن خسيسا
ان كان الشرف فيه من جهة القسم لكن العلم الجديد
وما تحقق من حقيقة هذا الفضاء الخالي بحسب
ما حققه الحكماء العاصرون من اهل الافرنج شاهد
على ان لا تفاضل في اجزاء هذا الفضاء بل كله شيء واحد
وجسم واحد منبسط في الاجواء والارجاء وما كان
جسما واحدا او شيئا واحدا لا تمايز في اجزائه يجب

نہیں اور یہ جائز ہوگا کہ خدا نے یہاں پوری اس فضا کی قسم کھائی ہو کیونکہ
پوری فضا ان نجوم کی مواقع نہیں ہو سکتی بلکہ بعض حصے ہو سکتے
ہیں اس سے معلوم ہوا کہ بعض اس فضا کی قسم کھائی جو مواقع نجوم ہیں
اور باقی حصوں کو خدا نے چھوڑ دیا یعنی انکی قسم نہیں کھائی جو
مواقع نجوم نہیں ہیں جیسا کہ نجوم کی طرف اضافت
سے ظاہر ہوتا ہے لیکن شرف
ان مواقع کا بظاہر اسی وجہ سے ہے کہ وہ منسوب ہیں ان سیاروں کیطرف
اگرچہ یہ جائز ہے کہ انکو بذات خود کوئی شرف عظیم ہو لیکن پروردگار عالم
بطور تعیین انھیں اپنے بندوں کو ان سے آگاہ فرمایا اور انکے بعض کو
بعض سے متمایز فرمادیا ہو لیکن فضا میں بذات خود کوئی تمایز اس کے
ٹکڑوں میں نہیں ہوسکتا اب ضرور ہوا کہ ان میں جو شریف ہو اسے
اشرف سے تمیز حاصل ہو اور جو اشرف ہو اسے ارذل سے امتیاز ہو
اور اسکا مقتضی یہ ہے کہ کل فضا شریف اور مستحق نہو کہ خدا اسکی قسم کھائے
اگر کوئی ہوگا تو اسکا کوئی ٹکڑا ہوگا اسکا مقتضے یہ ہے کہ ایک چیز شے
واحد کے بعض ٹکڑے شریف ہوں اور بعض غیر شریف وہ بھی اگر رذیل نہو
ان کا شرف اس جہت سے ہو کہ خدا نے انکی قسم کھائی لیکن علم جدید یعنی
جو کچھ حسب تحقیق حکماء حال اہل فرنگستان کی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ
اس فضا کے اجزاء میں کوئی تفاضل اور فضیلت بعض کی بعض پر
نہیں ہے بلکہ ساری فضا ایک شے واحد ہے اور ایک ساجسم واحد ہے جو
مختلف اطراف عالم میں پھیلا ہوا ہے اور جو جسم ایسا ہو کہ بحسب ظاہر
*اسکے اجزاء میں کوئی فرق نہو ایسی شے یا جسم کو ضرور ہے کہ اسکا حکم بھی

ان يكون حكماً واحداً والترديد [illegible] من خواص [illegible]
متقرر انه استحق فيه اختلاف [illegible]
في نفس الحقيقة فيكون حقيقة بعض غير حقيقة
البعض الآخر ولذلك [illegible]
مختلفين بالحقيقة فيا صاحب قلت [illegible]
عن هذا الاختلاف والتنازع ورجعت الى نفس حقيقة
القضاء وجدت ان المتقدمين من المحققين من
حكماء [illegible] ومقتدي الاسلام الذين [illegible]
في اصول الفلسفة الاعلى وتدقيقات مبهرة في
مباحث الامور العامة التي تعلو على مباحث [illegible]
الاقدمين من الحكماء والمتكلمين في تلك المسائل
التدقيقية من الامور العامة يختلفون [illegible] الاختلاف
في نفس هذا القضاء وحقيقته فبعضهم يحسبون انه
شيء موجود في الخارج وآخرون منهم انه فراغ
معدوم لا وجود له الا في الذهن [illegible]
والحق المحقق الذي [illegible] عليه [illegible] من الحكيم
الفيلسوف [illegible] الالماني الى ثلث
الاعصار [illegible] عليه [illegible]
اكثر [illegible] في بعض كتبه الالاهية [illegible]
هل [illegible]
[illegible] النفس [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] خیال [illegible]
[illegible]
[illegible] حقیقت [illegible]
[illegible]
[illegible] اور مباحث امور عامہ [illegible]
حکماء [illegible] مسائل [illegible]
[illegible]
[illegible] حقیقت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ایک نفس [illegible]

فاذا كان الامر كذلك فالذى حسب ان القسم
بشئ اختلف الحكماء فى وجوده بوجه ما ليس من
شان العاقل الحكيم على ان القسم ببعض
الاشياء دون بعض بان يكون بعضها
اشرف من بعض امر لا يرتاح اليه النفس ولا يركن اليها
العقل الا ان يتحقق الحكمة فى ذلك ويستحيل حمله على
معنى غير ما يدل [illegible] عليها فاذا تبين استحالة
حمله على هذا القضاء فنعلم ان الحق [illegible] براسه و
[illegible] يستبعد العقل [illegible]
يقتضيه الترجيح من غير مرجح مع عدم حضور نص
قاطع على ان الله سبحانه اراد بها القضاء القاطع
[illegible] تلك النجوم وجعل فيه مواقعها و
[illegible] مثل هذه التحير ما ينشئه
العقل ويستبعد [illegible] الحكيم الا ان يتبين حكمته
سبحانه وتعالى فى ذلك قلت ثم ان قوله وانه
لقسم لو تعلمون عظيم يدل على ان النجوم التى ذكرت
فى هذه الآية الكريمة غير تلك النجوم الشاهدة
الرؤية فى السماء [illegible] سبحانه [illegible] قسمه
هذا بالعظمة ولم [illegible] الاقسام الواردة
فى القرآن العزيز [illegible] ان يكون له
خصوصية خاصة [illegible] بها النجوم
ليس لغيرها [illegible] قسمه [illegible]
[illegible] النجوم [illegible] الانبياء

شے کی قسم کھاتا جسکو وجود میں اختلاف ہے عاقل حکیم کی شان
سے بعید ضرور ہے [illegible] کوئی عاقل حکیم اگر قسم کھانے پر مجبور ہوگا
تو ایسی شے کی قسم ہرگز نہ کھائیگا جسکے وجود و عدم میں اختلاف
ہو علاوہ بریں جبتک مصلحت نہ ظاہر ہو کہ ایسی شے کی قسم کھانا
اس خیال سے کہ اسکا کوئی [illegible] شرف ہے دوسرے کی نسبت
اسکو دل نہیں قبول کرتا جبتک کہ معلوم نہو جائے کہ اس قضا کے
سوا کسی دوسرے معنی پر اسکا حمل ہو ہی نہیں سکتا لیکن
یہ کہاں عقل اسکو بہت بعید سمجھتی ہے اسلیئے کہ یہ ایک قسم کی
ترجیح بلا مرجح ہے علاوہ اسکے کوئی نص قاطع بھی موجود نہیں کہ
خواہ مخواہ خدا کی مراد اسی قضا سے ہے جسمیں یہ ستارے سیر
کرتے ہیں کوئی نص قرآنی یا حدیث صحیح اس بارہ میں [illegible] نہیں
ہے خلاصہ یہ کہ اس تفسیر کو کسی طرح عقل قبول نہیں کر سکتی تاوقتیکہ
صانع حکیم سے [illegible] ثابت [illegible] عقل [illegible]
پھر دیکھیے کہ [illegible] اگر تم [illegible] قسم [illegible]
معلوم ہوتا ہے کہ جن نجوم کا ذکر اس آیۃ میں آیا ہے وہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

والاوصياء ولاسيما سيدنا محمد صلوات الله
عليه واله افضل واشرف من هذه النجوم بل
هو علة لوجود الكائنات بامرها وكلها فيما
تبين في موضعها من كتب ائمة الحديث و
اصحابنا المتكلمين ولاسيما كتابنا منهج عقل
وبعض حواشينا على قصيدتنا المعروفة بالشمسية
اللامية الهند وغيرها من الكتب الكلامية فكيف
تكون هذه النجوم افضل منه صلوات الله عليه
حتى يكون القسم بها قسماً عظيماً ومعلوم ان وصف
القسم بالعظيم لا يجوز مع حضور مقسم اعز و
افضل من هذا المقسوم به الذي وصف
القسم به عظيماً وذلك ان الله اقسم في القرآن
العزيز باصناف من الملائكة وهي ايضاً افضل
واشرف في الخلقة من هذه النجوم التي لا
تعقل وليست بذوات نفس ولا بذوات عقول
وكيف يكون الذي لا يعقل اشرف من الذي
يعقل ومع ذلك لم يصف سبحانه وتعالى قسمه
به قسماً عظيماً فعلم من هذه القرائن وغيرها ان المراد
من النجوم المذكورة في هذه الآية الكريمة
غير النجوم المرئية الظاهرة في السماء في وقت
الليلة الظلماء فكيف فليفتش عن تعيين المراد

اوصیاء بالخصوص ہمارے جناب رسالتمآب صلوات اللہ علیہ
بالیقین ان نجوم سماوی سے افضل و اشرف ہیں بلکہ علت وجود
کل کائنات کے ہیں جیسا کہ کتب ائمہ حدیث و متکلمین شیعہ کے
تصانیف سے اور بالخصوص میری کتاب منہج عقلی اور میرے
قصیدہ مشہورہ لامیۃ الہند کے بعض حواشی سے ظاہر و
ثابت ہے۔ پس کیونکر یہ ستارے حضرت سے افضل ہو سکتے
ہیں کہ ان کی قسم بھی قسم عظیم ہو سکے یہ بھی معلوم ہے کہ کسی
قسم کو عظیم نہیں کہہ سکتے جبکہ جسکی قسم یاد کی گئی ہو اس سے
عزیز تر اور برتر و بہتر شے موجود ہو اور بیان اسکا یہ ہے
کہ پروردگار عالم نے قرآن عزیز میں مختلف اقسام ملائکہ
علیہم السلام کی قسم یاد فرمائی ہے اور وہ بھی ان ستاروں
سے افضل ہیں اپنی خلقت میں ستاروں سے جو غیر عاقل
ہیں اور نہ انکے لیے نفوس ہیں اور نہ ذوات عقول ہیں
پھر کیونکر جو شے کوئی عقل نہیں ہے وہ ذی عقل لوگوں سے
افضل ہو سکتی ہے باوصف اسکے بھی خدا نے ملائکہ کی
قسم کھائی ہے اور اسی کو قسم عظیم نہیں قرار دیا اس سے
معلوم ہوا کہ انھیں القرائن وغیرہ سے کہ جن ستاروں کا
ذکر اس آیت میں ہے وہ ان ستاروں کے علاوہ ہیں جو رات
کی سیاہی میں ہمیں دکھائی دیتے ہیں۔ جس کی تلاش ہو طالب
ہو تفتیش کرنا چاہیے کہ وہ ستارے کون ہو سکتے ہیں
جنکا ذکر اس آیۂ کریمہ میں وارد ہوا ہے پس میں کہتا ہوں

کبعض النجوم فی هذا المقام فاقول ان النجوم قد یعبر عنها فی لسان الشرع باهل البیت سلام الله علیهم فیما دلت علیه روایة علی ابن ابراهیم القمی من قدماء اصحابنا فی تفسیره المعروف المتداول بین الشیعه المعول علیه فی تفسیر قوله تعالی فی سورة الانعام وهو الذی جعل لکم النجوم لتهتدوا بها فی ظلمات البر والبحر قد فصلنا الآیات لقوم یعلمون الآیه فی حدیث صحیح رواه عن ابیه ابراهیم عن ابیه عن بعض اصحابه عن ابی عبد الله علیه السلام قال النجوم آل محمد علیهم السلام فقد تقرر ان النجوم فی القرآن العزیز یراد بهم ائمة اهل البیت علیهم السلام فی غیر واحد من مواضع القرآن العزیز وتشبیه اهل البیت بالنجوم قد ورد فی عدة احادیث من طرق العامة وقد افرد السیوطی من علماءهم کتابا بالخصوص سماه باحیاء المیت وردفیه نصوصا عدیدة من طرقهم فلیراجع الیه ومعلوم ان الفریقین المتباغضین اذا اتفقا علی روایة شئ وجب المصیر الیه وجب ان یکون مثل هذه الروایة صحیحة بحسب قضیة العقل فقد تبین ان النجوم

کہ زبان شرع میں نجوم سے کبھی کبھی ائمہ اہلبیت علیہم السلام سے بھی تعبیر ہوتی ہے جیسا کہ جناب علی ابن ابراہیم قمی علیہ الرحمہ کی ایک روایت اسپر دلالت کرتی ہے یہ بزرگوار ہمارے قدماء اصحاب سے ہیں انکی تفسیر مشہور اور شیعوں میں متداول ہے اور تفسیر قرآن میں شیعوں کے یہاں اسپر دارومدار ہے وہ آیۂ کریمہ سورہ انعام وهو الذی جعل لکم النجوم لتهتدوا بها فی ظلمات البر والبحر قد فصلنا الآیات لقوم یعلمون الآیہ کی تفسیر میں ایک حدیث صحیح روایت فرماتے ہیں جو انھوں نے اپنے والد حضرت ابراہیم سے سُنی تھی اور انھوں نے اپنے بعض اصحاب سے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے انھوں نے فرمایا کہ نجوم سے مراد آل محمد علیہم السلام ہیں اس سے معلوم ہوا کہ لفظ نجوم سے ائمہ اہلبیت ع متعدد مواضع قرآن مجید عزیز میں مراد ہے اور اہلبیت کی تشبیہ ستاروں سے اہلسنت کے متعدد احادیث و نصوص میں وارد ہے اور علامہ سیوطی نے ایک خاص کتاب تحریر کی ہے جس کا نام احیاء المیت ہے جس میں انھوں نے متعدد نصوص طرق ائمہ اہلسنت سے نقل کیے ہیں اسکو دیکھنا چاہیے اور معلوم ہے اور ظاہر ہے کہ دو متخالف گروہ جو آپس میں دشمنی رکھتے ہیں اگر کسی روایت کے بارہ میں متفق ہوں تو وہ روایت ضرور قابل قبول ہوگی اور بحکم عقل ضرور صحیح قرار پائیگی اس سے ظاہر ہوا کہ جن ستاروں کا ذکر اس آیۂ کریمہ میں ہوا ہے اور خدا نے انکی قسم کھائی ہے وہ ائمہ اہلبیت

المذکورة فی هذه الآیة الکریمة یجب ان یکون مطابقاً لما
ائمة اهل البیت صلوات الله علیهم اجمعین قلت
واذ لقد رأی التعبیر المذکور التی اقسم بها الله عزّ وجلّ
وعن هذا ائمة اهل البیت صلوات الله علیهم فنقول
لا بد اذن من تعیین المراد بالمواقع لتلک النجوم و
تشخیص معنی هذه اللفظة الشریفة فنقول هذه المواقع
ما المواطن والمحال تفسیراً بالمعنی الابین وقدمت ان
المتبادر من معنی الوقوع هو سقوط الشیء من الاعلی
الی الاسفل کنحو سقوط الجسم کالحجر من الهواء الی
موضع من الارض فاما ان یکون کل موضع من الارض
یوجد فیه جسم یکون موقعه فهو بعید جداً فان محض
وجود الجسم فی موضع لا یوجب کونه واقعاً فیه او هابطاً
الیه من الجو الاعلی بل یجوز ان یوجد الجسم فی موضع
لا علی وجه السقوط بل علی وجه الحرکة والانتقال
من موضع الی موضع او علی وجه البناء کالسقوف
والحیطان فی البیت فان البیت انما یبنی فی موضع من
الارض فلا یقال انه وقع فی هذا الموضع کان ملتبساً
من هنا لا السقف [illegible] فلا یقال للمنزل انه وقع [illegible]
کانه هابطاً الی الارض ساقطاً الیها من السماء [illegible]
یتنازع عن المنزل الطائر کما هو المعلوم من صورتها
فی الخضوع ثم یقال البیت [illegible] فی موضع [illegible]

علیہم السلام ہیں۔ اب ہم کہتے ہیں کہ لفظ مواقع کی تشخیص
مراد کرنا ضروری ہے کہ اسکے کیا معنی ہو سکتے ہیں پس ہم
کہتے ہیں کہ اس لفظ مواقع سے مراد یا تو وطن اور مکان ہیں یا
جن میں یہ ائمہ علیہم السلام رہتے تھے یا ان حضرات کے مدفن
مقدسہ ہوں گے مختصر [illegible] بیان کی جاتی ہے تفسیر بہت
بعید معلوم ہوتی ہے اسلیے کہ معنی متبادر لفظ وقوع کے کسی
شے کا گر پڑنا ہے جیسا کہ [illegible] سے اونچی جگہ [illegible] جیسے کوئی جسم
یا پتھر ہوا سے زمین پر گرے اب ہر جسم جو زمین پر کسی جگہ پایا
جائے وہ جگہ اسکی موقع ہو یہ نہایت بعید ہے کیونکہ محض
کسی جسم کا کسی جگہ پایا جانا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ
اسمیں واقع ہوا ہو کسی اونچے اور بلند مقام سے گرا ہو بلکہ جائز ہے
کہ کوئی جسم بغیر گرے ہوئے وہیں پایا گیا ہو یعنی حرکت و انتقال
کی وجہ سے نہ گرے ہوئے ایک مقام سے دوسرے مقام پر
یا عمارت کی صورت میں جس طرح سقف خانہ اور دیواریں
بنائی جاتی ہیں کیونکہ عمارت زمین پر کسی مقام میں بنائی جاتی
ہے لیکن یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ عمارت واقع کی گئی [illegible]
سے [illegible] گرنے کے ہوتی ہے اور اسی [illegible] کو
واقع کہتے ہیں گویا کہ وہ آسمان سے زمین پر گرا [illegible]
[illegible]
[illegible] صورتوں سے جو کتب تنجیم میں [illegible] ہیں معلوم ہوتا
ہے ان [illegible] کو [illegible] کہا جاتا ہے کہ [illegible]

اولی سبیل التحقیق بمعنی انہ کائن فیہ غاب عنہ المتکلم
یعنی ان الکائن فیہ یکون غیر متجہ فی الحق معنی موصول
فانہ اتی بما ھو قسم وھو اسم مفعول من فعل
الوقع الذی یعدی بالمواقع نفس الکون والوجود
وظاھر ما فی ذلک من التعسف والتکلف مع العدول
عن ظاہر المعنی بلا علۃ موجبۃ علی ان الواقع بمعنی
الکائن والکائن شیء لم یشھد علیہ شاھد من
کلام العرب بل ھو الذی یتجاوز بہ اھل بلاد الھند
والعجم علی کل حال فانہ من المعلوم ان الواقع
بمعنی الدال علی الکائن لا الموقع وشتان ما بینھما
بحسب الوضع واللغۃ وجملۃ القول ان ھذا التاویل
مما لا تطمئن الیہ النفس ولا ما یرکن الیہ العقل
قلت فاما الوقوع بمعنی السقوط فھو لا یستقیم الا
ان یراد بالمواقع المصارع والمشاھد ومعلوم ان
ھذہ المصارع والمشاھد لاعظم قدراً واجل شاناً
عند اللہ عز وجل شرفھا بھولاء الائمۃ علیہم
السلام لانہم فدوا انفسہم فی احیاء امر اللہ
واعلاء کلمتہ ووقایۃ دینہ وابقاء ذکرہ واخلاد
عبادتہ واستشہدوا فی سبیل اللہ واخذوا
وقتلوا تقتیلا وقاسوا فی اللہ مصائب مدھشۃ
ونوائب موحشۃ جسیمۃ ومن اجل ذلک احب اللہ

یا فلاں شہر میں واقع ہے یعنی اسمیں پائی جاتی ہے پس اگر واقع کو
بمعنی موجود لیا جائے تو مواقع کے جسکی جمع مواقع ہے کوئی معنی
معقول نہ قرار پائیں گے یعنی کوئی مطلب اسکا نہ مفہوم ہوگا
کیونکہ مواقع اسم ظرف ہے یعنی محل وقوع اور لفظ مواقع سے نفس
وجود کسی شے کا مراد لینا بالکل زبردستی ہے اور سخت تکلف ہے
حالانکہ ظاہری معنے سے بلا وجہ عدول کرنا بھی لازم آتا ہے
علاوہ بریں زبان عرب اور لغت عرب میں کوئی شاہد نہیں ملتا کہ
واقع کے معنی موجود کے لیے گئے ہوں البتہ اردو زبان اور
فارسی زبان میں لفظ واقع بمعنی کائن اور موجود کے بولا جاتا ہے
لیکن کجا عربی زبان اور کجا فارسی لیکن ان دونوں میں بحسب
وضع و لغت بڑا بون بعید ہے خلاصہ یہ کہ یہ تفسیر بہت بعید
معلوم ہوتی ہے اور عقل اسکو پسند نہیں کرتی۔ میں کہتا ہوں
کہ وقوع کے معنی گرنے کے جو لغوی معنے ہیں اگر لیے جاویں
تو اسوقت درست ہو سکتے ہیں جب مواقع سے مراد مشاہد
مقدسہ لیے جاویں کیونکہ یہ حضرات شہید ہو کر ان مقامات پر
گرے بھی اور دفن بھی ہوئے اور معلوم ہے کہ ان مصارع
و مشاہد کی عزت خدا کی جناب میں نہایت عظیم ہے کیونکہ انکا
شرف جو کچھ ہے وہ ائمہ علیہم السلام کی وجہ سے ہے اسلیے کہ انھوں نے
اپنی جانیں راہِ خدا اور اسکے دین کی اشاعت و اعلاء امر و
القاء ذکر اور اس کی عبادت کے ہمیشہ قائم رکھنے میں نثار
پروردگار کر دیں اور شہادت اور دنیا کے مصائب نو عجیبہ

تلک المصارع والمغامض واعظم قدرها
حتی اقسم بها ووصف قسمه بها قسماً
عظیماً وهذا من جهة نسبتها الی هولاء الائمة
علیهم السلام واعلاء قدرهم ومنزلتهم
عند الله عزوجل واعلام الخلق برفع
منزلتهم ومقالهم وهذا والمعنی اقرب
الی الناس من المعنی الاول فیما احسب
والله سبحانه اعلم بمراد کلامه علی وجه
الحق الیقین والواهب العقل الحمد
بلا نهایه ۔

جن کے سُننے اور تصور سے عقلیں مدہوش ہو جاتی ہیں گویا
فرمائی اسی لیے پروردگار عالم نے انکے مشاہد کو نہایت
عزیز فرمایا اور انکی قدر و منزلت کو بڑھایا یہانتک کہ انکی
قسم یاد فرمائی اور اس قسم کو قسم عظیم کا شرف عطا فرمایا یہ
محض ان ائمہ علیہم السلام کی وجہ سے اس سے خدا کا
مقصود ان ائمہ علیہم السلام کی رفع منزلت اور اس سے
اپنی مخلوقات کو اعلام فرمانا اور واقف کرنا تھا یہ معنی آیہ
کریمہ کے بہ نسبت معنی اول کے نہایت قریب العقل اور اقرب
الی الذہن میرے خیال میں معلوم ہوتے ہیں واللہ اعلم
والواهب العقل الحمد بلا نهایه

عاصی شیخ فدا حسین قریشی تیمی عدوی امروہی		ارشن خانی اعبد اللہ با		لا ال والامانی بحق السبع المثانی

ناموس اسلام شان حسینؑ حصہ اول } ایک جدید تصنیف ہے جو سید الشہدا حسینؑ مظلوم کی منزلت اور آپ کی خصوصیات پر ایک تیز روشنی ڈالتی ہے، گو کہ اس طرح کی کئی کتابیں نظر سے گزری ہیں مگر ناموس اسلام کا طرز بیان، تحقیق مطالب اور عنوانات اپنے آپ ہی نظیر ہیں، امام سیوم کے تمام وہ ضروری خصوصیات جن سے افراد انسانی کا جاہل رہنا ایک حیثیت کا گناہ ہے، اسمیں مندرج ہیں لائق مصنف نے تحقیق سے کافی کام لیا ہے اور کتب فریقین سے ان واقعات کو درج کیا ہے جو محک حقیقت و اعتبار پر ٹھیک اُترتے ہیں اس کتاب کا حجم دو سو صفحوں سے زیادہ ہے لکھائی چھپائی بھی بیحد نفیس ہے ان تمام باتوں کا لحاظ کرکے اسکی قیمت جو صرف عہ ہے غالباً علم دوست طبقے کے لیے بارگراں نہ ہو، مجھے اُمید ہے کہ اسلامی دنیا کی ہر فرد اس کو دیکھنے کی کوشش کرے گی۔ خداوند عالم مولوی مخدوم محمد ہاشم صاحب پٹیالوی جو اس کتاب کے مصنف ہیں ان کو جزائے خیر عنایت فرمائے اور ان کا انہماک توفیق الٰہی سے مؤید ہو۔

طالب اللبیب فی تقطیع سہیل

ہنسوہ پر ہنسو

فتحپور ہنسوہ میں خدا معلوم کونسا مجہول الماہیہ شخص اپنی دانست میں چورلالٹین کا جواب لکھنے بیٹھا ہے جس نے اپنے بے سروپا باتوں سے صفحات النجم کو زعفران زار کشمیر بنا رکھا ہے نہ استدلال کا پتہ نہ علمیت کی بو ایسی تحریر سے نہ معلوم کیا فائدہ سمجھا گیا اور اُسپر طرہ یہ کہ اتنا بڑا ذی علم ایڈیٹر اس مضمون کو پسند کرکے پرچہ میں اور گندگی پیدا کرنے پر آمادہ ہوگیا ؎ کبوتر با کبوتر باز با باز ٭ کند ہمجنس با ہمجنس پرواز میری سمجھ اس امر سے قاصر ہے کہ میں اس تحریر میں کس چیز کا جواب دوں تاہم اسلیے کچھ لکھنا ضرور ہے کہ کاتب مضمون کی دل شکنی نہو۔

کاتب مضمون نے ہمارے اور اپنے درمیان میں یہ فرق بتایا ہے کہ ہمارے ائمہ سُنی ہیں انکے ائمہ شیعہ ہیں کسقدر رُہ مغز فرق ہے کہ اگر آپ بیان نہ کردیتے تو یہ ہرگز کسی کی سمجھ میں نہ آتا نمبر ۲ میں یہ فرمایا ہے کہ شیعہ امام حسنؑ کی اولاد میں کسی کو امام نہیں جانتے ہم امام حسن اور امام حسین دونوں کی اولاد کو امام جانتے ہیں چنانچہ پیران پیر حضرت امام حسنؑ کی اولاد میں ہمارے امام ہیں چنانچہ پیران پیر کے جملہ سے کیا اچھا استدلال دونوں بھائیوں کی اولاد کی امامت پر قائم ہوا ہے آپکے جملے تو بتاتے ہیں کہ تمام اولاد امام حسن اور امام حسین آپکے امام ہیں لیکن مثال فقط پیران پیر کی دیجاتی ہے اچھا خیر لیکن تکلیف گوارا کرکے پیران پیر کے معنی ارشاد ہوں یہ اضافت کیسی ہے یہ ایک شخص بہت سے آدمی کیونکر ہوگیا۔ نمبر ۳ میں فرمایا ہے کہ شیعہ حضرت امام حسین کی اولاد میں ہر امام کے ایک لڑکے کو امام مانتے ہیں' حالانکہ آپ امام کی جتنی اولادیں ہیں سب کو امام مانتے ہیں اگر یہ ہے تو بندہ بھی حضرت امام حسین کی اولاد سے ہے میری امامت بھی آپ کے نزدیک مسلم ہونا چاہیے تاکہ آپ میں اور شیعوں میں فرق واضح ہوجائے

پہلے منظر میں صفات ائمہ شیعہ بیان فرماتے ہیں ناظرین غور فرمائیں کہ اسمیں کتنے عیوب ہیں ۱ائمہ شیعہ ران مادر سے پیدا ہوتے ہیں' اچھا اب آپ بتائیں کہ ائمہ اہلسنت کہاں سے پیدا ہوتے ہیں؟

یہ فرماتا کہ" حالانکہ حضرت رسول کا شکم مادر سے پیدا ہونا لکھا ہے" عجیب چیز ہے اولاً تو عبارت
حق الیقین صفحہ ۲۳ مطبوعۂ لکھنؤ یہ ہے دوم چوں از شکم مادر بزیر می آید دستہا را بر زمین میگذارد ثانیاً
کیا جو بچہ ران سے پیدا ہو وہ شکم سے ران تک نہیں آتا کیا آپ شکم کے معنی ابتک نہیں سمجھے یہ تو نہیں
کہا گیا کہ وہ بطن مادر سے الگ تھے بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ اُنکے ظاہر ہونے کا مقام اور ہے لیکن آپ
اپنے اوپر ہر ایک کا قیاس ضروری سمجھتے ہیں اے جناب جس نے آدم کو خاک سے پیدا کر دیا اور
حوا کو آدم کی بائیں پسلی سے اسے ران سے پیدا کرنے میں کیا دقت پیش آسکتی ہے۔ اب یہ تین عدد
لفظ "شرم" جو آپ نے لکھ دیے ہیں وہ حصہ رسد تقسیم کر دیجیے۔ اسلاف کو اخلاف سے یہی حصہ سہی۔
اسکے بعد تمام وہ شرائط جو کسی خلیفۃ الارض میں عقلاً ہونے چاہئیں انکا تذکرہ کیا ہے اور
یہ بھی کہ جو منکر خلیفۃ الارض ہے وہ کافر ہے۔ چونکہ مضمون نگار پاس ایسے نمونے جنہیں ایسے
جلیل اوصاف موجود ہوں۔ نہیں ہیں اسلیے اسکے نظر میں یہ اوصاف عنقا ہیں اور سکو متعجبانہ
لہجہ میں شیعوں کی کتابوں سے نقل کرتا ہے کاش وہ ان اوصاف کو مقبول دلیلوں سے رد کرتا جسکی
وجہ سے ناظرین کو قبح مذہب امامیہ نظر آتا لیکن صرف اس وجہ سے کہ یہ اوصاف جو امام میں شیعہ مذہب میں
معتبر ہیں خلفا اور ائمۂ اہلسنت میں نہیں پائے جاتے وہ رد کر دینے کے قابل نہیں ہو سکتے۔ بلکہ یہ عقلی
سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب خلفا یا ائمۂ اہلسنت میں کوئی ممتاز وصف نہیں بلکہ سواد عام کی طرح
وہ بھی ہیں تو وہ کون سے وجوہ ہوئے ہیں جنکی وجہ سے معمولی اشخاص تمام مسلمانوں پر حکمران تسلیم کر لیے گئے
اب اُن اوصاف پر بھی نظر کرنی چاہیے جو اُسنے شیعوں کے اعتقادات کے بنا پر لکھے ہیں اور چونکہ وہ اسکو
انکاری لہجہ میں لکھتا ہے لہذا اسکے نزدیک ائمہ میں انکا وجود نہونا چاہیے۔ (۱) "امر بالمعروف و نہی عن المنکر
اُنپر واجب ہے" لیکن نامہ نگار کی رائے میں ایسا نہونا چاہیے بلکہ اسکے خلاف ہونا چاہیے اور وہ دو طرح سے
ممکن ہے ایک یہ کہ وہ اچھی باتوں سے روکیں اور بُری باتوں کا حکم دیں یا یہ کہ نہ اچھی باتوں کا حکم دیں
نہ بُری باتوں سے روکیں پہلی صورت میں ایسے امام فاسق و فاجر سے معمولی افراد اُمت بہتر ہونگے
اور دوسری صورت کے فرض پر اسکا وجود و عدم دونوں برابر ہوگا کیونکہ نصب امام انہی باتوں کے لیے ضروری ہے

اور جب یہ اوصاف ان میں گم ہو گئے تو حتماً ایسی امامت کے فرض کرنے سے کوئی حاصل نہیں، مذہب کی رکاکت اور عقل کی سبکی اسی سے معلوم ہو رہی ہے کہ وہ وصف جمیل جو قرآن میں ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے ولتکن منکم طائفة یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر (کہ تم میں سے ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو اچھی باتوں کا حکم دیں اور بری باتوں سے روکیں۔ جو چیزیں قرآن میں حکم کی صورت میں مذکور ہیں اُن پر استہزا کرنا اور اُنکی ہنسی اُڑانا اُس ایمان بالقرآن پر روشنی ڈالتا ہے جسکا دعویٰ ایڈیٹر النجم کو بے محل ہے۔ (۳) محافظ شریعت ہوتے ہیں" اس شرط کے مسلم ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور اہل عقل و حکمت اس بات پر متفق ہیں چنانچہ شیخ الرئیس علی بن سینا نے کتاب اشارات میں لبعہ تذکرۂ دلیل نبوت اسکا تذکرہ کیا ہے لیکن نامہ نگار چونکہ عامی المذہب اور عامی الرائے ہے لہذا اسکے نظر میں یہ شرط امام میں قابل مضحکہ ہے اور یہ بیان اور انداز بیان سے صاف روشن اور آشکار ہے کہ اسکے یہاں کے امام نہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کوئی علاقہ رکھتے ہیں نہ حفظ شریعت سے کوئی تعلق اور لطف یہ ہے کہ انکو جانشین پیغمبر کہا جاتا ہے حالانکہ پیغمبر وہ ہے جسمیں یہ تمام صفات بدرجۂ تمام وکمال موجود تھے قلب منکوس اسکا نام ہے کہ اچھی باتیں نظر میں بری معلوم ہوں (ایسے اُلٹے دماغوں کا کیا کہنا۔ (۴) اہل باطل کو مغلوب کرتے ہیں دین حق کو غالب کرتے ہیں" بیشک رسل بھی ایسے ہی ہوتے ہیں اور ائمہ واجب الاتباع بھی ایسے ہی ہونے چاہئیں۔ (۵) مستجاب الدعوات ہوتے ہیں" یہ اسلیے کہ شرائط استجابت ان میں موجود ہوتے ہیں خدا کا وعدۂ استجابت دعا گو عام ہے جیسا کہ قول باری عز اسمہ ادعونی استجب لکم یعنی پکاروں میں تمہیں جواب دوں گا) سے ثابت ہے لیکن یہ عہد خدا جب وفا ہونے کے قابل ہے جب بندے بھی اسکے عہد پر وفا کریں جیسا کہ آیہ کریمۂ قرآنی اوفوا بعهدی اوف بعهدکم (تم میرے عہد پر وفا کرو میں تمہارے عہد پر وفا کرونگا" سے ثابت ہے اسلیے کسی کا مستجاب الدعوت ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس شخص نے خدا کے تمام عہود پر وفا کی جسمیں عصمت کی جھلک نظر آتی ہے (۶) تمام معجزات انبیاء سابقین مثل عصائے موسیٰ ید بیضا خاتم سلیمان جسکے تابع انس و جن ہیں، مردوں کا زندہ کرنا وغیرہ وغیرہ سب معجزات ائمہ کے پاس ہیں" اگرچہ یہ سب باتیں ائمہ معصومین میں ہو سکتی ہیں لیکن کتاب حق الیقین جسپر اس غریب کی نظر ہے اسکی عبارت بعینہا یہ ہے، "وکتابہائے جمیع پیغمبران

مانند توریت و انجیل و زبور و صحف آدم و شیث و ادریس و ابراہیم و الواح موسیٰ ہمہ نزد ایشاں بود و آثار جمیع پیغمبران مانند
عصائے موسیٰ و پیراہن ابراہیم و یوسف و سنگ موسیٰ کہ دوازدہ چشمہ ازو جاری می‌شد و انگشتر سلیمان و سلاح او و سائر
آثار انبیا علیہم السلام نزد ایشاں بود" اس عبارت میں کہیں معجزہ کی لفظ نہیں آئی وہ عبارت جسمیں معجزات جمیع
انبیا کا ذات رسول و ائمہ میں جمع ہونا مرقوم ہے وہ یہ ہے" و در احادیث بسیار وارد شدہ است کہ ہر معجزہ کہ حق تعالیٰ
بہر پیغمبرے دادہ بود ہمہ را برسول خدا و ائمہ ہدیٰ صلوات اللہ علیہم عطا کردہ است" لیکن اس عبارت
میں، عصائے موسیٰ خاتم سلیمان وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں ہے سادہ لوح نامہ نگار ابیں سن و سال اب تک
یہ نہیں سمجھا کہ عصا معجزہ تھا یا عصا کا انقلاب خاص معجزہ تھا اور ید بیضا کو معجزۂ منتقلہ سمجھتا ہے حالانکہ
کتاب حق الیقین میں ید بیضا کا کوئی تذکرہ نہیں لیکن کاتب مضمون کو اپنے فہم کی داد لینی ضرور تھی اس
نافہم سے کوئی پوچھے کہ وہ ید بیضا کو کیا سمجھتا ہے کیا وہ عصا کی طرح الگ سے جناب موسیٰ کے پاس گیا تھا
جسے وہ دوسرے کے لیے وراثت میں چھوڑ جاتے افسوس ایسا عامی شخص اور وہ محققین کی عبارتوں پر
تنقید کرنے بیٹھے "تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو" یہ دعوے جو کتاب حق الیقین میں مذکور ہیں وہ امامت کے
دعویداروں کے منہ زوریوں کے روکنے کے لیے خاردار رد ہانے ہیں لیکن وہ بجائے اس امر کے کہ وہ
ان علامتوں کو اپنے خلفا میں ڈھونڈھیں ہنسی میں اڑانا چاہتے ہیں کاش ان باتوں کے ابطال کیلئے
کوئی دلیل کوئی قضیہ مسلمہ پیش کیا جاتا اللہ یستہزئ بہم ویمدہم فی طغیانہم یعمہون (۷)
"ابر مسخر ہوتا ہے جس پر سوار ہو کر ملکوت آسمان و زمین کی سیر کرتے ہیں" عبارت حق الیقین یہ ہے "حق تعالیٰ ابر را
مسخر ایشاں کردہ بود کہ بر آں سوار توانند شد کہ ملکوت آسمان و زمین را بگردانند" اس عبارت کا ترجمہ
یہ ہوا، سیر کرتے ہیں اور سیر کر سکتے ہیں ان دونوں تعبیروں میں فرق ہے چاہے وہ نامہ نگار کی سمجھ سے باہر ہو
اچھا تو یہ تسخیر ابر کیوں قابل انکار ہے خدا ایسا نہیں کر سکتا یا تمہارے اس قابل نہیں کہ انکے لیے ایسا کیا جائے
اگر امر اول ہے تو نامہ نگار کی کفر کی دلیل ہے اور اگر امر دوم ہے تو اسکو سورہ ص کا مطالعہ کرنا چاہیے
فسخرنا له الريح تجري بامره رخاء حيث اصاب ہم نے سلیمان کے لیے ہوا کو فرمانبردار کر دیا
جو نہایت نرمی سے جہاں وہ چاہتے تھے انکے حکم سے جاتی تھی۔ (۸) اجنہ تابع ہیں و نیز سلطنت

اجنۃ پر پورا قابو و اختیار ہوتا ہے" حیف کہ کسی چیز میں نامہ نگار کو سلیقہ نہیں کاش وہ کچھ دنوں تعلیم حاصل کرنے کے بعد بولتا۔ کیا وہ ثابت کرسکتا ہے کہ اجنۃ جن کی جمع ہے اور کیا وہ اپنے فہم کے مطابق آیۃ واذ کنتم اجنۃ فی بطون امھاتکم کے معنی بیان کرسکتا ہے، ہم خوش ہیں کہ رسالہ النجم کے نقاش .... شبیہ ہیں۔ اچھا مذاق علمی تو ہوچکا اب ہم اصل مسئلہ کی طرف رجوع کرتے ہیں جنوں کا فرمانبردار اور مطیع ہونا یا امام کے احکام کا انکی جماعتوں پر نفاذ ایک ضروری امر ہے دلیل یہ ہے کہ ہمارا پیغمبر دونوں گروہ "جن و انس" کیطرف مبعوث تھا اور یہ وہ مسئلہ ہے جسکو اہلسنت اور اہل تشیع دونوں تسلیم کرتے ہیں اور اگر اہلسنت اسکو تسلیم نہ کریں تو انکو پیغمبر کی بعثت عام اور قرآن کے آیات کی تکذیب لازم ہوگی جسکی وجہ سے انکو کافر ہوجانے میں آسانی سے کامیابی حاصل ہوسکتی ہے کیونکہ قرآن برابر دونوں گروہوں سے خطاب کرتا ہے اب جب جن و انس دونوں امت رسالتمآب میں داخل ہیں تو بعد وفات پیغمبر جو جانشین پیغمبر ہو اسکے لیے بنظر عقل یہ بات ضروری ہوگی کہ وہ دونوں گروہ کا فرمانروا اور ثقلین کا بوجھ اٹھانے والا ہو ورنہ انسانی جماعت پر فقط حکمراں ہونا معنائے جانشینی نبی اور خلافت نبی کو واضح نہیں کرتا اور یہی وہ شرط ہے جو اساس مذہب اہلسنت کو ڈھا دیتی ہے جسکا بدا امکان سے باہر ہے یہیں سے یہ بات بھی معلوم ہوسکتی ہے کہ اجماع امت کی حقیت پر جو دلیلیں بڑے بڑے علمائے اہلسنت نے بیان کی ہیں وہ سب لغو ہیں اسلیے کہ امت میں جن و انس دونوں شامل ہیں پھر امت کا اجماع تو جب ہو جب جن و انس دونوں کسی بات پر مجتمع ہوں اور وہ کہاں ممکن ہے اور کب ہوسکتا ہے جب انسانی جماعت کا اجماع و اتفاق نہ ہوسکا تو ان دونوں عظیم گروہوں کا اجتماع تو خیال محال ہے تعجب تو یہ ہے کہ بعض علمائے اہلسنت بھی اس مطلب کیطرف ملتفت ہوچکے ہیں لیکن ختم قلب کا علاج ہی کیا۔ کتاب اصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں ابن حجر عسقلانی نے علامہ ابن حزم کا قول نقل کیا ہے جسمیں اس بات کا اعتراف نقل کیا ہے کہ کوئی اجماع امت میں واقع نہیں ہوا اسلیے کہ امت میں جن و انس دونوں داخل ہیں اور انکا اجتماع ناممکن ہے ابن حجر نے اس قول کو نقل کیا اور کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ اسکا جواب ہی کیا ہوسکتا ہے مگر افسوس ہے کہ لاجوابی کے وقت بلا ہٹ جانا فرض جانتے ہیں۔ میں نہایت اشتیاق سے

منتظر رہوں گا کہ وہ جو کوس لمن الملک اپنے چٹکی بھر مریدوں میں بجایا کرتے ہیں وہ اس ضرب غدیدیہ کا علاج
کیا کرتے ہیں اور تخت خلافت کو کیونکر مضبوط رکھتے ہیں مگر میں ناظرین سہیل کو مطمئن کرتا ہوں اور بذریعہ
پیشین گوئی مطلع کرتا ہوں کہ اسکا کوئی جواب پیشگاہ مدیر النجم سے نہیں مل سکتا کیونکہ یہ لاجواب بات
ہے (۹) دوستوں کے دلوں میں محبت اور دشمنوں پر ایسی ہیبت طاری ہوتی ہے کہ ائمہ کی موت وحیات
میں جبراً تعظیم کرتے ہیں" یہ بھی تعجب کی بات نہیں دوستوں کے دل میں تو وہی محبت ہے جو خدا کی واجب
کی ہوئی اور پیغمبر کی مانگی ہوئی ہے جسپر آیۂ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ گواہ ہے اے
رسول کہ میں تم سے (امتیو) کچھ اجر تبلیغ و نبوت نہیں مانگتا مگر یہ کہ تم میرے صاحبان قرابت سے محبت کرو"
کیوں اہل اسلام اگر اصحاب اہلبیت سے مقدم اور افضل تھے تو جناب باری نے محبت اصحاب کا سوال کیوں
نہ کیا یہی وہ مقام ہے جہاں جعلی فضائل ویسے ہی اڑ جاتے ہیں جیسے باد تند سے دھنکی ہوئی روئی۔ اور ثابت
ہوتا ہے کہ قابل تولا صرف اہلبیت ہیں اور اگر کسی شخص نے حکم آیۂ کریمہ کے برخلاف طریق عمل اختیار کیا تو
اسکے قابل تبرا ہونے میں کوئی شک نہیں ہے یہ تھا قصۂ محبت اب رہ گئی دشمنوں پر ہیبت اسکو یوں سمجھو
کہ جناب رسالتمآب اپنے فضائل میں اس بات کو بیان فرماتے تھے کہ نصرت بالرعب خدا نے میری مدد
رعب سے کی اب آپ ہی خیال فرمائیں کہ اگر کوئی شخص ایسے بارعب پیغمبر کا نائب صحیح اور خلیفۂ برحق ہوگا تو
خواہ مخواہ ہیبت کی جھلک نظر آئے گی۔ (۱۰) موت وحیات ائمہ کے اختیار میں ہے" یہ اسطرح جسطرح پیغمبر کو
اختیار دیا گیا تھا کہ چاہے دنیا میں رہو چاہے میری ملاقات اختیار کرو تو آپ نے فرمایا الرفیق الاعلیٰ
جسکو سن کے عائشہ بی بی نے فرمایا تھا کہ بس اب ہمیں نہ اختیار کرینگے دیکھو صحیح بخاری تذکرۂ وفات
نبیؐ۔ اور چونکہ نواب رسول ائمہ ہوتے ہیں ایسے ہی انکے لیے بھی ہے کیونکہ پیغمبر کا لہو انکے رگوں میں ہے
(۱۱) زمین کی تہ میں گھس کر لاکھوں جنوں کو قتل کر آتے ہیں" تعبیر تو لغو ہے مگر مضمون واقعہ کے مطابق
ہے یہ واقعہ جناب امیر المومنینؑ کا ہے جسطرح کافرین انس سے آپنے جہاد کیا اسیطرح کافرین جن سے بھی
جہاد فرمایا کیونکہ خطاب یا ایہا النبی جاھد الکفار والمنافقین انس و جن دونوں کو عام ہے اگر
جنوں میں کفار تھے تب تو یہ جہاد بامر باری ثابت ہوگا اور اگر آپ کفر جن کا انکار کریں تو ابھی شیخ ابو حمزہ سا

شخص جو ملقب بہ ابلیس ہے آپ کو اپنا وجود دکھلا کر خاموش کرنے کے لیے کافی ہے لیکن آپ کے خلفا میدان جہاد اِنس میں تو ٹھہر نہیں سکے پھر اُن سے مجاہدۂ جن کی اُمید رکھنا لغو ہے اور آپ کا تعجب بالکل بجا ہے کیونکہ اتباع ایسے لوگوں کا ہے جنکو شجاعت چھو نہیں گئی تھی (۱۲) جبرئیل مثل زرخرید غلام کے خدمت میں حاضر رہتے ہیں" یہ تمثیل جو بیان کی گئی ہے معاذاللہ اگر کسی کتاب شیعہ میں ہو اور اگر مضمون نگار صدق کا مدعی ہو تو اسے کتاب کے صفحہ کا حوالہ دینا ضروری ہے۔ ہاں یہ مطلب کہ ملائکہ انکے گھروں میں نازل ہوتے ہیں یہ بجائے خود ثابت ہے اور سنیوں نے بھی اسکی شہادت دی ہے، اور جب میدان جنگ میں جبرئیل لا فتیٰ الا علی کی آواز دینے کے لیے تیار تھے تو گھر میں جہاں وحی اُترتی تھی آنے سے کیونکر انکار ہوگا حسان بن ثابت کے اشعار سے یہ واقعہ ثابت ہے ؎ جبریل نادی معلنا والنقع لیس بمنجلی ٭ والمسلمون قد احدقوا ٭ حول النبی المرسل ٭ لا سیف الا ذوالفقار ٭ ولا فتیٰ الا علی ٭ (۱۳) ان کو ہتبراسم اعظم یاد ہوتے ہیں" اسمیں غیر مطلع کے سوا کون شخص شبہ کرسکتا ہے، اسمیں اتفاق مفسرین ہے کہ آصف بن برخیا جو وزیر سلیمان تھے اُنھوں نے اسم اعظم ہی کے ذریعہ سے تخت بلقیس شہر سبا سے چشم زدن میں منگوالیا جب وزیر جناب سلیمانؑ میں یہ فضیلت قابل انکار نہیں تو وزیر جناب رسالتمآبؐ میں جو جناب سلیمانؑ سے اکمل و افضل تھے کیونکر قابل انکار ہوسکتا ہے۔ (۱۴) میراث رسول اور اسلحہ پیغمبر کا امام کے پاس ہونا ضروری ہے" یہ وہ ضروری چیز ہے کہ باوصف نفی میراث اور دروغ بافی روایت پھر بھی یہ چیزیں جو اسلحہ رسالتمآبؐ یا مخصوصات پیغمبرؐ سے تھیں جناب امیرالمومنینؑ تک پہونچ گئیں جنکے وجود کا انکار متعصب سے متعصب سُنی نہیں کرسکتا اگر کوئی عاقل اس معاملہ میں اپنی عقل سے کام لے تو اُسے آفتاب کی طرح صاف نظر آئے گا کہ وہ حدیث جو حضرت ابوبکر نے نفی میراث نبیؐ کے لیے پیش کی تھی اسمیں اگرچہ اُمت کے نزدیک اتنی قوت تھی کہ آیت قرآنی یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین خدا تم کو تمہارے اولاد کے باب میں وصیت کرتا ہے کہ مردوں کو دوہرا حصہ اور عورتوں کو اکہرا حصہ دیا جائے" منسوخ سمجھی جائے اسکا مقتضی یہ تھا کہ کوئی چیز مال رسالتمآبؐ سے امیرالمومنین تک نہ پہونچتی لیکن پہونچی اور اسطرح پہونچی جو ہر جہت سے مقبول اور غیر قابل انکار ہے جیسے ذوالفقار، مرتجز، سحاب، ناقہ عضباء، زرہ پیغمبر وغیرہ یہ تمام

تبرکات یہ تمام چیزیں پہونچیں اور حدیث حضرت ابوبکر روک نہ سکی بلکہ ان چیزوں کے پہونچنے کے بعد
روایت جھوٹی نظر آنے لگی معلوم ہوا کہ سلاح نبیؐ کا وجود علامت امامت ہے۔ (۱۵) قرآن فاطمہ کتاب علی
جفر ابیض جفر احمر رجسٹر مردم شماری شیعہ سنی مصحف علی سب کے سب ائمہ شیعہ کے پاس ضرور ہوتے ہیں؟
قرآن فاطمہ کے نام سے کوئی ذکر شیعوں کی کتاب میں نہیں ہے یہ محض دروغ بیفروغ ہے اور اگر کتاب
علی سے مراد وہ قرآن ہے جو امیر المومنین علی علیہ السلام نے لکھا اور جمع فرمایا تو خیر ورنہ اسکا ذکر بھی
نہیں یوں ہی مصحف علی کو سمجھو۔ بہر حال یہ ائمہ کے ذرائع علم ہیں جو روایات صحیحہ سے ثابت ہیں اور
دنیا اسکے رد کرنے پر قادر نہیں ہے جاہلوں کو اس سے سوائے استبعاد و انکار کوئی ربط نہیں ہے (۱۶)
ہر شخص کی پیشانی دیکھکر اسکے ایمان و کفر و نفاق کو پہچانتے ہیں" یہ وہی لوگ ہیں جنکا وصف قرآن
حکیم ان الفاظ میں کر چکا ہے وعلی الاعراف رجال یعرفون الناس بسیما ھم مقام اعراف
میں کچھ لوگ ہیں جو لوگوں کو انکی علامتوں پر نظر کر کے پہچان لینگے اگر یہ قابل انکار بات ہے تو قرآن
آپکے ایمان کو اچھی طرح ثابت کردے گا اور اگر قابل اقرار بات ہے تو تسلیم کے سوا چارہ نہیں ہے یہ
صفت متوسمین کے لیے خاص ہے مگر مضمون نگار چونکہ اپنے مرشدوں میں یہ صفت نہیں پاتا اسلیے
وہ ہمارے ائمہ میں بھی انکار کرتا ہے (۱۷) کل روے زمین ائمہ کی ملک ہے تو ہماری گورنمنٹ بھی
غاصب حق ائمہ ہے" اسکا نام ہے تقیہ جسکے استعمال کا جرم صرف شیعوں پر رکھا جاتا ہے غیرت دار ہو
تو آپ تقیہ کو برا نہ کہنا کیونکہ ہماری کی لفظ سے جو قرابت قریبہ آپ کو حاصل ہے وہ دنیا کو معلوم
ہو گئی آج آپنے یہ فرمایا اور کل قرآنی آیت وللہ ملک السموات والارض کے متعلق کہیے گا
کہ ہماری گورنمنٹ بھی غاصب خدا ہے اور یوں انکار آیت کریمہ سہولت سے ممکن ہوگا کیا آپنے
بادشاہوں کے ملک کو اُن ملکیتوں پر قیاس فرمایا ہے جو خرید یا میراث یا ہبہ وغیرہ سے حاصل ہوتے
ہیں تاکہ آپ حقیت کا انکی طرف سے دعویٰ کریں اگر ایسا ہی ہے تو تمھی گورنمنٹ کو حدیث کے وضع کرنے کی
کوئی ضرورت نہ تھی بلکہ گورنمنٹ ہونے کا تنہا دعویٰ اثبات حقیت ابوبکر میں کافی تھا حقیقت حال
یہ ہے کہ امام چونکہ منجانب اللہ خلیفۃ الارض ہوتا ہے اسلیے اُسکے احکام تمام روے زمیں پر جاری

ہوتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جسکو ان کے احکام سے سرتابی جائز ہو یہی وہ بات ہے جسکی تعبیر ملکیت سے
کی جاتی ہے اگر یہ سمجھ میں نہ آئے تو آپ اپنی گورنمنٹ کے نفوذ احکام کو دیکھکر ملکیت کی تصویر دیکھ لیجیے پھر آپکو
اس مسئلہ میں کسی قسم کا شک اور ریب نہیں ہو سکتا کیونکہ قہر و غلبہ سے جو ملکیت حاصل ہوتی ہے وہ آپکے
نزدیک کسی طرح بھی قابل انکار نہیں ہاں اگر جناب باری کسی کے احکام کو اپنے تمامی مخلوقات پر نافذ فرمائے
تو وہ آپکے ایمانی نقطۂ نظر سے قابل جرح و قدح ہے تنہا امام ہی کے لیے آپ کا استبعاد و انکار نہیں ہے بلکہ اگر
رسول کے لیے دعوائے ملکیت ارض کیا جائے جیسا کہ وہ واقع میں ہے تب بھی آپ اپنے انکار ہی سے کام
لیں گے یہ میرا تنہا دعویٰ ہی دعویٰ نہیں ہے بلکہ دلیل اسکی یہ ہے کہ آپ خلیفۃ الرسول کے متعلق اسکا انکار
کرتے ہیں اگر رسول کے لیے یہ بات تھی تو بحکم نیابت نائب کے لیے بھی ضروری ہے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ ہم
تمھارے ائمہ کی نیابت ہی نہیں تسلیم کرتے تو ہم کہیں گے کہ ہمیں اس بات کا اصرار نہیں ہے کہ تم اسے مانو
ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جسے خلیفہ مانو اسکے لیے یہ حکم ثابت ہوگا کاش حضرت ابوبکر ہی کے لیے آپ تسلیم کریں
تاکہ معنائے نیابت اور خلافت پر روشنی پڑے نہیں کہا جا سکتا کہ کیا ضرورت ہے کہ جو باتیں پیغمبر کے
لیے ثابت ہیں وہی نائب کے لیے بھی ثابت ہوں اسلیے کہ علاوہ پیغمبری اور خصائص پیغمبری کے کوئی ایسی
چیز نہیں جو نائب میں تسلیم کرنے کے قابل نہ ہو ورنہ معنائے نیابت کے لیے کسی قسم کا ثبوت نہ ہوگا اور بغیر
معنی نیابت وصف نیابت سے کسی کا موصوف کرنا ایسا ہے جیسے ہم یہ کہیں کہ شب تار روز روشن
کی نائب ہے۔ یہ تو اسی کا کام ہے جسکی سیاہ پتلی سپید ہو گئی ہو۔ ہاں قمر روشن آفتاب کا قائم مقام
ضرور ہے اور اسکو ہر آنکھ والا تسلیم کرتا ہے۔ (۱۸) عالم ما کان و ما یکون ہوتے ہیں اکسی جاہل کے استبعاد
محض سے علم میں قدح نہیں ہو سکتی اسمیں کوئی شبہ نہیں ہے کہ علم انبیا و ائمہ ذاتی نہیں ہے بلکہ من عند اللہ
اور وحی ہے اگر جناب باری حسب مصلحت انکو علم ما کان اور ما یکون تعلیم کر دے تو انکو عالم ما کان و ما یکون
کہنے میں کیا قدح ہو سکتی ہے ہاں اگر جمیع ما کان اور جمیع ما یکون کہا جاتا تو ممکن تھا کہ کوئی کلام کیا جا سکتا
لیکن اس عبارت میں تو کسی قسم کا کلام ہی نہیں ہو سکتا ہے کوئی جاہل سے جاہل اسلامی طبقہ میں نہیں ہے
جسے بعض ما کان و بعض ما یکون معلوم نہوں تو پھر خلفائے رسول جو بعد رسول وارث علم رسول ہوئے ہیں

کیا کلام ہو سکتا ہے کون ہے جسے یہ بات معلوم نہیں کہ طوفان نوحؑ آیا تھا اور بھائیوں نے یوسف نبی کے ساتھ بدسلوکی کی تھی اور فرعون نے کلیم سے مقابلہ کیا تھا وغیرہ وغیرہ، کیا یہ ماکان کے افراد نہیں ہیں اور کیا یہ چیزیں اسلامی افراد سے مخفی ہیں یونہی معلوم ہے کہ ایکدن قیامت آئے گی اور میزان عمل نصب ہوگا اور صراط بر سر جہنم کشیدہ ہوگا اور زمین ظلم و ستم سے بھر جائے گی اور دجال نکلے گا اور آفتاب بجائے مشرق مغرب سے نکلے گا یہ علم مایکون کی فردیں نہیں ہے جب ہم کو ماکان ومایکون میں سے اتنی چیزیں معلوم ہیں تو اوصیا و انبیا تبعلیم خدا و انبیا اگر اس سے بہت زیادہ جانتے ہوں تو اسمیں کیا عیب ہے لیکن مضمون نگار چونکہ اپنے مسلم سرداروں میں وصف علم نہیں پاتا اسلیے اسکو جہل سے انس اور علم سے نفرت ہے اور اُسے اس بات کا اندیشہ ہے کہ ایسا نہو کہ راسخین فی العلم کا علم انکی جہالت پر روشنی ڈالے اسی علم کی ایک فرد دوستوں اور دشمنوں کا علم ہے جسپر سابق میں وہ اپنے استبعاد بیجا کو پیش کر چکا اُسے اطمینان رکھنا چاہیے کہ اسکا نام (ناموس) یعنی صحیفۂ اسماے احباب و اعدا کے مابین دشمنوں کے سلسلہ میں مرقوم ہے۔ (۱۹) جملہ عیوب جسمانی مثلاً اندھا گنجا کانا ہونا و اخلاقی بخل و غیرہ سے پاک صاف ہوتے ہیں" کسقدر حسین عبارت ہے جو اعلیٰ درجہ کی قابلیت کا معیار ہو سکتی ہے، جملہ عیوب جسمانی مثلاً اندھا گنجا کانا" واہ کیا کہنا۔

ہاں یہ بعینہ اُسی دلیل سے جو انبیا کے لیے عیوب منفرہ سے سلامتی اور محفوظ ہونے کو واجب کرتی ہے جسکا لب لباب یہ ہے کہ اگر منفر عیوب انمیں ہونگے تو لوگ انکے پاس سے کنارہ کشی کرینگے اور اسوجہ سے تبلیغ احکام اور نشر ہدایت میں رخنہ پڑ جائے گا یونہیں کج خلقی اور سختی جو روحانی امراض میں سے ہے جسکا ہونا حضرت عمر میں بالاتفاق ثابت ہے ایسے امراض سے بھی بری ہونا چاہیے تاکہ پاس آنیوالوں کو نفرت و وحشت نہ ہو جسکو قرآن نے بھی خلق عظیم نبوی پر روشنی ڈالتے ہوے بیان کیا ہے۔ ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک، اگر تم سخت اور سنگدل ہوتے تو لوگ تم سے کنارہ کشی کرتے۔ اسی دلیل سے ائمہ میں جنکا کار تبلیغ بعد نبی کرتے ہیں انکی علیحدگی بھی ایسے نفرت انگیز عیوب سے نہایت ضروری ہے۔ (۲۰) قرآن منزل من اللہ کے جامع و حافظ ائمہ شیعہ ہیں جو جمع و حفظ کرنے کا مدعی ہو وہ کذاب ہے" اگر ذرہ برابر سنیوں کے پاس انصاف اور دماغ میں مادہ فہم ہے تو وہ تبادلہ

کہ اس بیان میں کون سا حرف جھوٹا ہے منہ سے کچھ کہہ دینا اور چیز ہے اور اسے علمی قواعد سے ثابت کر دینا اور چیز ہے۔ اگر برا نہ مانو تو ہم جمع کرنے اور کرانے میں فرق پوچھیں وہ شخص جس نے بغیر جمع قرآن گھر سے نکلنے کی قسم کھائی ہو اور خود بنفس نفیس تمام قرآن جمع کیا ہو وہ اور وہ جس نے زید بن ثابت کو حکم دیا ہو کہ تم صحابہ سے پوچھ پوچھ کر جمع کر لو اور وہ دروازۂ مسجد پر بیٹھ کر آنے جانے والے سے پوچھیں اور جمع کر لیں ان دونوں میں بہت فرق ہے اب مجھے نہیں معلوم کہ جامع کس کو کہنا چاہیے حضرت علی علیہ السلام کو یا عثمان غنی کو۔ (۲۱) روح القدس ائمہ پر موکل ہوتا ہے جو انکو از جانب خدا توفیق عطا کیا کرتا ہے جہاں تک خیال ہے توفیق کی لفظ نہیں ہے حق الیقین میں جو عبارت ہے وہ یہ ہے" وگفتہ است روح القدس کہ خلقے است بزرگتر از جبریل و میکائیل مشافہتہ با ایشاں القا میکردہ گاہے بالہام حق تعالےٰ در ایشاں نقش میشد الخ اس صفت کو سن کر مضمون نگار کے کان کھڑے ہوتے ہیں وہ روح القدس کی تائید کو قابل انکار سمجھتا ہے حالانکہ وہ انبیا کے ساتھ ہوتا ہے اور اوصیا کی معیت بھی انکی عصمت کی وجہ سے ثابت ہے چنانچہ پارۂ ہفتم سورۂ مائدہ میں ہے اذ قال اللہ یا عیسی بن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک اذ ایدتک بروح القدس جب خدا نے کہا کہ اے عیسی بن مریم تم میری اس نعمت کو جو تمھیں اور تمھاری ماں کو میری جانب سے پہونچی یاد کرو جب میں نے روح القدس سے تمھاری تائید کی" کتاب نہج البلاغہ میں جناب امیر المومنین علیہ السلام اپنے بچپنے کا حال اور تربیت پیغمبر کا ذکر کرتے ہوے فرماتے ہیں" وقد علمتم موضعی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ بالقرابۃ القریبۃ والمنزلۃ الخصیصۃ وضعنی فی حجرہ وانا ولید یضمنی الی صدرہ ویکنفنی الی فراشہ ویمسنی جسدہ ویشمنی عرفہ وکان یمضغ الشیء ثم یلقمنیہ وما وجد لی کذبۃ فی قول ولا خطلۃ فی فعل ولقد قرن اللہ بہ صلی اللہ علیہ وآلہ من لدن ان کان فطیما اعظم ملک من ملائکتہ یسلک بہ طریق المکارم ومحاسن اخلاق العالم لیلہ ونہارہ ولقد کنت اتبعہ اتباع الفصیل اثر امہ یرفع لی فی کل یوم من اخلاقہ لی علماً ویامرنی بالاقتداء الخ مطبوعہ مصر صفحہ ۴۱۷ "تم خوب جانتے ہو کہ میری قرابت اور میری خصوصیت پیغمبر سے کس حد کی تھی آپ مجھے میرے بچپنے میں اپنی

گود میں جگہ دی مجھے اپنے سینہ سے لگاتے تھے اور اپنے بستر پر جگہ دیتے تھے اور اپنے جسم مبارک سے
مَس کرتے تھے اور اپنی خوشبو سونگھاتے تھے اور مجھے اپنے مُنھ کا کُچلا ہوا لقمہ کھلاتے تھے حضرت نے
میرے کسی قول کو جھوٹ نہیں پایا اور نہ میری کسی کام میں خطا و لغزش دیکھی اور خدا نے اسوقت سے
جبسے پیغمبر کا دودھ چھوٹا ایک بڑے سے بڑے مَلک کو اپنے ملائکہ میں سے انکے ساتھ کر دیا تھا جو انکو راہ مکارم
ومحاسن اخلاق پر چلاتا تھا اور یہی مصاحبت ملک شب و روز تھی اور میں ہر وقت آپکے پیچھے پیچھے اسطرح
رہتا تھا جسطرح بچہ ناقہ اپنی ماں کے پیچھے رہتا ہے ہر دن پیغمبر میرے لیے اپنے اخلاق کریمہ سے ایک نشان بلند
کرتا تھا اور مجھے اپنی پیروی کا حکم دیتا تھا" اس کلام بلاغت نظام سے معیت روح القدس صاف آشکارا ہے
جسمیں ذرہ برابر مقام ریب و شک نہیں لیکن ان منازل کو وہ کیونکر جان سکتا ہے جسکو شیطانی روح اپنی معیت سے
اپنا مثل بنا رہی ہو - جب یہ داستان نافہمی نامہ نگار ختم ہو چکی تو اب اس بات کے اظہار کا وقت ہے کہ جب
اعلے صفات کسی کے نظر میں ادنی معلوم ہوں اور ملکہ عصمت سے متاع معصیت اسکے نظروں میں گرانقیمت
دکھائی دیتی ہو تو معلوم ہو سکتا ہے کہ توحید میں اس نافہمی نے کیا کیا ہوگا اور فہم مدارج رسالت میں اس
خوش فہمی سے کسقدر حسین نتائج پیدا ہوئے ہونگے وہ لوگ نہایت قابل مدح ہیں کہ اگر کوئی بات اُنکے
سمجھ میں نہیں آتی تو اُسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اسکے ادلہ اور براہین کا پتا لگاتے ہیں لیکن وہ جو
جہل مرکب میں مبتلا ہو کر بغیر سلیقہ طبع و عدم فہم و ادراک کسی چیز کا انکار کرتے ہیں انکا مرض لاعلاج ہے
یہ میرا قول نہیں ہے بلکہ تمام علمائے اخلاق اس مطلب پر متفق نظر آتے ہیں تعرف الاشیاء باضدادھا
اب ائمۂ سُنیہ کے صفات کا منظر مقابلہ ائمہ شیعہ میں دیکھنے کے قابل ہے چونکہ یہ صفتیں مضمون نگار کی نظر میں
قابل انکار اور مذموم ہیں اسلیے وہ صفت ائمہ شیعہ کے برخلاف رجحان رکھتے ہونگے پہلی صفت یہ ہوگی کہ
وہ محل نجاست و گندگی کے مقام سے پیدا ہوتے ہیں دوسری صفت یہ ہوگی کہ امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر انپر واجب نہو گا ضروری وہ جاہل ہونگے یا مجنوں یا مجبور تیسری صفت یہ ہوگی کہ
وہ حافظ شریعت نہونگے بلکہ ایک حد تک مضیع شریعت ہونگے چوتھی صفت یہ ہوگی کہ وہ باطل کو
غالب کرتے ہونگے اور حق کو مغلوب پانچویں صفت یہ ہوگی کہ کائنات سماوات کا کیا ذکر ہے

کائنات فضا اور جو میں سے بھی کوئی چیز مانند ابر وغیرہ انکے لیے مسخر نہیں ہوسکتی ہے آٹھوین صفت یہ ہے کہ امامت کا کوئی اثر امامت نبوی کی دوسری قسم یعنی جنوں تک نہیں پہونچتا اور نہ جن انکے تابع ہوتے ہیں۔ نوین صفت یہ ہوگی کہ نہ دوستوں کے دلوں میں انکی محبت ہوگی اور نہ دشمنوں کے دلوں میں انکا کوئی رعب ہوگا دوستوں کے دلوں میں محبت کیونکر ہو کیونکہ کوئی وصف جلیل نہیں رکھتے دوسرے یہ کہ محبت تو ایمان والے اور عمل صالح کرنے والوں کے لیے ہوتی ہے چنانچہ فرمودۂ باری بھی یوہیں ہے ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمان ودا وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے انکی محبت خدا دلوں میں ڈالے گا۔ اور دشمنوں میں رعب کیونکر ہو رعب ایسی شے جسکا نام بہادری اور شجاعت ہے وہ کوسوں دور تھی۔ دسوین صفت یہ ہے کہ انکو موت و حیات میں اختیار نہیں دیا جاتا بلکہ قضائے باری اپنے احکام نافذ کرتی ہے۔ ائمۂ شیعہ کو اسلیے اختیار دیا جاتا ہے کہ انکی رضا اور خواہش وہی تھی جو مرضی رب تھی اور نیز وہ چونکہ اولیائے خدا ہوتے ہیں اسلیے موت کی تمنا کرتے ہیں لیکن ائمۂ سنیہ چونکہ نہ اولیا ہوتے ہیں نہ انکی رضا رضائے باری تعالےٰ سے توام ہوتی ہے اسلیے اگر کہیں انکو اختیار دیا جاتا تو وہ کبھی مرتے ہی نہ۔ گیارھوین صفت یہ ہے کہ جنوں سے انھوں نے نہ کبھی جنگ کی نہ کر سکتے ہیں کیونکہ اگر جنوں سے جنگ کی ہوتی تو ابلیس سے ایسی مصالحت کی ضرورت نہوتی جسمیں دین کا جانا آسان ہے اور اسکی ناراضی مشکل۔ اور نہ جنگ کر سکتے ہیں کیونکہ جب انسانوں کے سامنے ننگ فرار گوارا کر لیا گیا تو جنوں کا ذکر بیکار ہے اور یہ عذر ایک حد تک معقول ہے بارھوین صفت یہ ہوگی کہ ملک کبھی بعد عصمت و اشتغال خطا کیوجہ سے قریب آتا ہوگا تیرھوین صفت یہ ہوگی کہ اسمائے اعظم الٰہی میں سے ایک حرف بھی معلوم نہیں ہوتا چودھوین صفت یہ ہوگی کہ میراث پیغمبری اور تبرکات نبوی میں سے کوئی چیز انکے پاس نہیں ہوتی نہ صفات نہ علوم نہ سلاح۔ پندرھوین صفت یہ ہے کہ ائمۂ سنیہ کا شمار متوسمین میں نہیں ہوسکتا نہ مومن کو پہچان سکتے ہیں نہ کافر کو سولھوین صفت یہ ہوگی کہ زمین کا کوئی جز انکی ملکیت میں نہیں ہوتا لیکن جو زمین کے مالک ہوتے ہیں انسے زمینوں کا غصب کرنا فرض سمجھتے ہیں سترھوین صفت یہ ہے کہ انہیں خزانہ ماکان میں سے کسی فرد کا علم ہوتا ہے نہ مایکون میں سے کسی چیز کو جانتے ہیں لہذا نہ سلسلۂ انبیا پر ایمان ہوگا

نہ یوم آخر پر۔ اٹھارھوین صفت یہ ہوگی کہ تمام عیوب جسمانی انہیں ہوسکتے ہیں کان کو دیکھتے ہوے بہرے آنکھ کو دیکھتے ہوے اندھے سر کو دیکھتے ہوے گنجے الی آخرالاعضا۔ اُنیسوین صفت یہ ہوگی کہ قرآن کو نہ انھوں نے جمع کیا نہ وہ اسکے حافظ ہوسکتے ہیں۔ بیسوین صفت یہ ہوگی کہ انکی تائید کبھی روح القدس سے نہیں ہوسکتی جس سے معلوم ہوا کہ ہمہ تن جس ہوتے ہیں۔ کیوں جناب آپکے اُن صفات کے انکار کرنے کا یہی مطلب تھا نا؟ یا کچھ اور۔ اب جو تصویر ان صفات سے مرکب ہوکر بنی ہے اگر وہ نظر میں جمیل ہو تو صلوات بھیجیے ورنہ ۔۔۔۔ کیجیے ہم تو ایسے قالب کو رعیت کی حیثیت سے بھی بُرا سمجھتے ہیں لیکن کسقدر و حیہ ہیدہ قوم جو اسکو سرداری کی حیثیت سے تسلیم کرتی ہے۔ اب جب سردار اس نقطۂ کمال پر ہے تو اسکے تابعوں کا حال معلوم ہے۔

توضیح حدیث امام جعفر صادق علیہ السلام

عن ابیعبد اللہ ع قال من ادعی الامامۃ ولیس من اھلھا فھو کافر امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص دعوائے امامت کرے حالانکہ وہ قابلِ امامت نہ ہو تو کافر ہے" مضمون نگار اسکو سُن کر چراغ پا ہو رہا ہے اور چونکہ نشیب ہی میں پانی مرتا ہے اسلیے وہ اس کفر کو مستبعد جانتا ہی اس خفگی سے ہمارا ایک فائدہ یہ ضرور ہوا کہ جتنے خلفا اسکے امام ہیں ان سب کو مضمون نگار قابلیت امامت سے معرا سمجھتا ہے ورنہ اسکے لیے کوئی خفگی کی وجہ نہ تھی کیا مضمون نگار اس دعوے کو ہر کس و ناکس کے لیے تجویز کرتا ہی اگر وہ نہیں تجویز کرتا تو قول امام بھی اسکے موافق ہی اور اگر وہ تجویز کرتا ہی تو اپنے لیے امامت کا اثبات کیوں نہیں کرتا۔ ثابت ہوا کہ اسکی ناراضی اسوجہ سے ہی کہ وہ اپنے خلفاء راشدین الہیت امامت فرض نہیں کرتا اور اس صورت میں قول امام ان کو کافر بتلاتا ہے پھر اسکو اعتقاد اور امر واقع میں جنگ دپیش ہوگی جسکا نتیجہ بُرا ماننے میں منحصر ہوگا جیسا کہ ہوا اب ہم کفر کی وجہ بتائے دیتے ہیں بات یہ ہی کہ اہلیت امامت سے امام کی مراد وہ اہلیت ہے جو بشخصہ آتا۔ ت ہو جسکے لیے عصمت ایک لازمی نتیجہ ہی اور وہ منجانب اللہ منصوب ہو نہ یہ کہ خلق کی جانب سے معین کیا گیا ہو۔ کیونکہ قرآن وہاں جہاں جناب ابراہیم کو منصب امامت بارگاہ ایزدی سے حاصل ہوا ہے اس بات پر نص کر رہا ہے کہ منصب امامت کا

دینے والا صرف جناب باری ہوسکتا ہے نہ کوئی اور۔ کیونکہ اپنی ذات کی طرف منسوب کرکے ارشاد کرتا ہے کہ انی جاعلک للناس اماما ًمیں تمھیں لوگوں کے لیے امام قرار دوں گا۔ اس جملہ میں امام بنانے کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ فعل خدا ہے اور جب اسکا فعل خدا ہونا ثابت ہوا تو کبھی یہ صفت بندوں سے متعلق نہو گی۔ یوہیں جناب باری سے حضرت خلیل علیہ السلام کا یہ سوال کہ ومن ذریتی، کیا میری ذریت میں بھی یہ منصب عنایت ہوگا" سوال سے صاف آشکار ہے کہ پیغمبر کو بھی اس بات کا یقین تھا کہ یہ فعل خدا ہے پھر جو جواب ملا کہ لاینال عھدی الظالمین میرا عہد ظالموں کو نہ پہونچے گا وہ بتاتا ہے کہ کبھی منصب امامت ظالموں کو نہ پہونچیگا اور عاصی ضرور اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہوتا ہے لہذا کبھی غیر معصوم تک منصب نہیں پہونچ سکتا اب خود انصاف کیجیے کہ قرآن کا تکذیب کرنے والا کافر ہے یا نہیں پھر جب عاصیوں تک اس منصب کا نہ پہونچنا معلوم ہوا اور کوئی مذنب عاصی اپنے لیے ادعاے امامت کرے تو مقابلۂ قرآن کے سوا اور کیا سمجھا جا سکتا ہے اور ایسے شخص کا حکم وہی ہے جو کلام امام علیہ السلام میں مرقوم ہے۔ ہم انشاء اللہ اس آیت کے بیان میں آیندہ ایک بسیط مضمون لکھیں گے جو بہت سے پردے اٹھا دے گا لیکن اس مقام کے بیان میں انشاء اللہ یہ تقریر مختصر کافی ہے۔

زرّیں الجمن خیش جاب

کلوخ انداز را پاداش سنگ است"

جنبش تازہ می دہم جلوۂ آرمیدہ را ۔ تا بہ قفس در آورم شہپر کبر پریدہ را

اعتبق کن ثہ کیف تغفر سادرا ۔ وعلاک عن مجد المکرام بمعزل

اذا صاحت الدجاجۃ صیاح الدیک فلتذبح

(عرب کی مثل ہے جب مرغی آواز خروس دینے لگے تو ذبح کردینا چاہئے)

ابھی "سہیل یمن" کی ضیا پاش شعاعیں عالمگیر بھی نہ ہوئی تھیں کہ اسکی تیز کرنیں پیکان اجل بنکر بوم فطرت اور شپرہ خصلت لوگوں کے دلوں میں در آنے لگیں، ابھی اس کے سحاب انتقامی گرج ہی رہے تھے اور صاعقۂ عذاب بنکر کفر دوست اور ایمان دشمن گروہ پہ نہ گرے تھے کہ خرمن باطل میں خود بخود آتش بغض حق بھڑکی، اور باطل پرستی کے جذبات میں ہیجان پیدا ہوا ایسی باتوں کا جواب ہی کیا تھا۔ "دست خود دہان خود" قوت غضبی سے مغلوب ہو کر اپنی ہی پشت دست دانتوں سے کاٹنے لگے اور بوم بعض الظالم کی تفسیر کرنے لگے۔

"القاسم" دیوبند جو اپنے نزدیک صلح کل بنتا ہے۔ اُس نے محرم نمبر میں سب سے پہلے چھیڑ کی اور البادی اظلم کے اعتبار سے اپنے ظلم کا ثبوت دیا، مجالس محرم اور گریہ و بکا پر بیجا اعتراضات اور در پردہ شہادت اور بانی اسلام کی توہین کی اسی پر اکتفا نہیں ہوئی، اہل تشیع کو مخاطب کر کے غار ثور کے بیٹھنے والے کی مدح اور اہل تشیع کی مذمت کھلے ہوئے الفاظ میں کی"

سہیل کو درحقیقت آپ کے پیشوایان مذہب کی مدح سرائی بری نہیں معلوم ہوئی نہ اس کو کوئی حق تھا کیونکہ "ہرکس بہ خیال خویش خبطے دارد" مگر اس کی ساتھ ہی ساتھ اہل تشیع سے آپ کا مخاطبہ البتہ سنگ طلب تھا چنانچہ وہ پھینکا گیا اور اب "القاسم" کا شیشۂ عقل پاش پاش نظر آتا ہے اور نہ معلوم کیا کیا کچھ جمادی الاولی کے پرچہ میں قلم برداشتہ لکھکر اپنے مرفوع القلمی کا ثبوت دے رہا ہے۔

یہ یاد رہے کہ سہیل علمبردار مذہب ہے اس کا فریضہ منصبی ہے کہ وہ ایسی یا وہ گوئیوں کا جواب دے آپ کیوں ایسی باتیں کریں کہ آپ کو یہ روز بد دیکھنا پڑے اور سوا دھکیوں کے جواب دیتے بن نہ پڑے۔

خوب یاد رکھئے کہ آپ حضرات کی رگ جاں شیعوں کی تیز چھری کے نیچے ہمیشہ سے ہے چھری کو حرکت کی ضرورت نہیں آپنے ذرا سی بھی حرکت کی کہ موت نے آپ کو لبیک کہی لہذا خاموشی سے کام لیجئے اور اس گروہ کو نہ چھیڑیے جو آپ کے ستونِ ساز مذہب کی کمزوریوں سے خوب واقف ہے اس سے مقابلہ کا خیال بھی نہ کیجئے جو حق کے ساتھ تھا، ہے، اور رہے گا۔

محرم نمبر کی مختصر کیفیت گذری جس کا جواب "سہیل نے وہ دیا کہ" القاسم کے آنسو آجتک صفحہ "القاسم" پر دکھائی دیتے ہیں، اب جمادی الاولیٰ کا پرچہ نکلا ہے۔ اس میں گالیوں کی بھرمار ہے اور پھر مہذب بننے کا دعویٰ دل میں کچھ۔ زبان پر کچھ۔ کیوں نہ ہو منافقت کی شان ہی یہ ہے شنشنۃ اعرفھا من خزدم اور صحابہ کبار کا طریقہ بھی یہ تھا کہ سوا گالیوں کے بات ہی نہ کرتے تھے چنانچہ لقب سّباب حضرت ابوبکر کا طرۂ امتیازی تھا۔ وکان ابوبکر سبابا اور صلح حدیبیہ میں امصص بظر اللات" کے قول کا ذائقہ کچھ صدیق سے خوب سمجھ سکتے ہیں۔ ایسے ہی رہبروں کا متبع "القاسم" بھی ہے۔ اور وہ سب وشتم میں کوئی باک نہیں سمجھتا۔"

سہیل کے پرچوں کو دیکھو اور اُسکی متانت پر نظر کرو تو تمھیں معلوم ہوگا کہ معدن تہذیب کدھر نظر آتا ہے۔

فرماتے ہیں "ایک رسالہ کے ایڈیٹر منشی نے "گویا یہ لقب آپکے نزدیک قابل مضحکہ ہے۔ کیونکہ خدا کی مخصوص صفت ہے اور قرآنی آیت نیشی السحاب الثقال آپ کے عقل پر ژالہ باری کر رہی ہے سر منڈاتے ہی پڑے۔ مگر عتیق البتہ مضحکہ انگیز ہے جو کسی خر انٹ میں نہیں نکال رہا ہے۔

فرماتے ہیں "لیکن ان کے سفیہانہ جرأت کا خیال کرتے ہوئے سیقول السفہاء" درست ہے حق کا کہنے والا ہمیشہ اس لقب کو باطل پرستوں سے پاتا رہا رسول اللہ کو کسی کے

اسلاف نے مجنون کے لقب سے یاد کیا ہے۔ تو میں بیچارہ کس شمار میں ہوں۔

رمتنی بنو عجل بداء ابیھم   وای امرء فی الناس احمق من عجل

فرماتے ہیں "شیعوں کو فرار کا رستہ بھی ابھی سے سوچ لینا چاہیئے" بہت اچھا خیبر، حنین، خندق کی لڑائیاں سامنے ہیں اور محمد کی چوٹی سبق آموز ہے خلفائے کبار کے نشان قدم عرب کے معرکوں میں اب تک ابھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایسی صورت میں اتباع ہم ابھی نہیں مطمئن رہے فرار کے ایک نہیں تین تین راستے پیش نظر ہیں۔

فرماتے ہیں "ابو البشر خلیفۃ اللہ فی الارض ہونے کو ہوئے تو ابلیس کی نفس پرستی رونما ہوئی" یعنی حق نے باطل سے مقابلہ کیا اور ایسا ہوتا ہی آتا ہے۔ کیوں جناب یہی مطلب ہے نا؟ اب اس سے بھاگیے گا نہیں۔ اچھا سنیئے۔

آدم کے مقابلہ میں شیطان آیا خدا کے مقابلے میں بت تراشے گئے خلیل کے مقابلہ میں نمرود، موسیٰ کے مقابلہ میں فرعون عیسیٰ کے مقابلہ میں یہود، خاتم النبین کے مقابلہ میں مسیلمہ کذاب، رحمٰن یمن، اسد سجاح وغیرہ۔ اب یہ بھی فرما دیجیے کہ امیر المومنین کے مقابلہ میں آپ والے تو غالباً آپ کا مفہوم اور آپ کی مراد ہاتھ سے نہ جائے اور حق و باطل میں امتیاز نمایاں پیدا ہو جائے۔ مگر آپ تمام مقابلوں پر ایمان لائیں گے اور یہاں کفر اختیار کریں گے۔

فرماتے ہیں "کہیں چشم شپر اسکی روشن کرنوں سے محجوب ہو کر اوندھا پڑا ہوا نظر آتا ہے" سبحان اللہ کیا اسود ہے اسکی داد اخنث من صعوا ستہ والی مثل سے لیجیے۔ اب تو تذکیر و تانیث میں بھی امتیاز گم ہے اے جناب لعیمی القلوب تو تھا ہی اب عمی فھم لا یبصرون بھی آپ کے نذر ہے۔ کیا دیوبند میں یہی تعلیم ہوتی ہے۔

فرماتے ہیں "تو بطلان و گمراہی اس کی عالم افروزی کی تاب نہ لا کر سر من رائے" کے گڑھوں میں روپوش ہو جاتی ہے:

سواد کفر اس بوم چشم کو نور ضیا پاش نظر آتا ہے اس مسلک کے سالک کی نہ معلوم رسول خدا اور حضرت صدیق

کے متعلق کیا رائے ہے کیا رسول پر قریش اور کفار کا خوف غالب آتا ہے اور رسول مع اپنے جاسوس کے غارِ ثور میں روپوش ہوتا ہے۔ کیا رسول کی شجاعت کا یہی تقاضا تھا کہ راتوں رات بھاگے اور یوں دہ ذرتے ڈرے جس کی مدد کے لیے خدا۔ اور اُس کے ملائکہ ہمہ وقت حاضر تھے، اب تم کو سمجھو گے تو تمہیں خود جواب مل جائے گا۔

یا باری القوس بریالست تحسنها لا تفسدن وا عط القوس باریها

فرماتے ہیں " ایک ہی کرخت میں تمام ظلمت کدے پاش ہوتے ہوئے دنیا کی آنکھوں نے دیکھے "

پھر وہی اُردوئے معلیٰ لکھ ماری کیا کہنا ان استعارات کا، ظلمتکدوں کا پاش پاش ہونا اور کرخت کا موثر ہونا بھلا یہ الفاظ کوئی کہاں سے لا سکتا ہے۔ دیوبند کے اہل قلم کے پیٹنٹ الفاظ ہیں جب فارسی کی معلومات اسقدر وسیع ہیں تو عربی کا کیا کہنا، ظلمتکدے پاش ہوگئے یعنی نور درمیان میں آگیا اور شطرنج سی بچھگئی، کرخت آگے پڑا اس کے متعلق علمائے لغت صرف اتنا لکھتے ہیں کہ وہ کرخت ایک قسم کا ڈھیلہ ہے جو صرف دیوبند میں پیدا ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

فرماتے ہیں " ہمیں نہ قوم میں افتراق کی آگ بھڑکانا ہے نہ ہی کسی خاص طبقہ و فرقہ سے دست و گریباں ہونا ہے۔

دعویٰ تو یہ ہے اور ظہور میں جو کچھ آیا وہ یہ کہ محرم نمبر میں سب سے پہلے حملہ کی ابتدا فرمائی ایسی بات کیوں فرمائیے جس کو صرف آپ کا منہ ثابت کرے اور فعل اس سے انکار کرے، ہاں یہ اصول سہیل کا ضرور ہے وہ شوال سے نکلا آپ کا رسالہ برابر دیکھتا رہا مگر اس نے کبھی کچھ بھی لکھا ہو تو فرمائیے جب آپنے ابتدا کی تو سہیل نے آپ کو انتہا تک پہونچایا ورنہ اُس کو کوئی اعتنا نہ تھی۔

یونہیں النجم چار برس سے دریدہ دہنیوں پہ آمادہ رہا ہے اور افتراق کی آگ بھڑکاتا رہا اور اب بھی آخر تنگ آکر سہیل نے اپنے صاعقے برسانا شروع کیئے۔ اب انصاف کرو متعدی کون ہے؟

" نہ ہی کسی خاص طبقہ " میں " نہ ہی " کی دلوسے زبان قاصر ہے۔ واہ ری اُردو کیا کہنا سبحان اللہ،

فرماتے ہیں ،، حامیان حق اپنی حرکت و سکون محض کتاب اللہ و سنّت محمدیہ کے مطابق رکھنا چاہتے ہیں،، یہ صرف جناب کا دعویٰ ہے ، دلیل عنقا کی طرح گم ہے کتاب اور سنّت کے ساتھ جو سلوک آپکے متبوعین نے کئے ہیں اُس کے شعلے آجتک تاریخی صفحات پر بھڑک رہے ہیں احراق مصحف ، اور احراق احادیث نبوی میں جب کوئی باک نہ تھا تو خلاف عمل کرنے میں کیا باک ہو سکتا ہے - اس احراق قرانی پر اگر شاہد کی ضرورت ہو اپنی تاریخیں اُٹھا کے دیکھیے احادیث کے احراق کا ذکر دیکھنا ہو تو ملا علی متقی کی کنز العمال ملاحظہ ہو سبحان اللہ کیا حرکت و سکون سُنّت محمدیہ کے مطابق تھا کیا کوئی مثال اسکی رسول کے عہد میں ملتی ہے جس کا اتباع کیا گیا ہو۔

فان لکم لا تذکروا الفضل بعدھا بنی عامر انتم شرار المعاشر

فرماتے ہیں ،، اور شیعوں نے اپنی نفسانیت سے جس طرح چاہا دین کو تصنیف کر لیا ،، اس کے بعد چونکہ دل نے اس تہام کو گناہ سمجھا تو بین السطور میں ،، معاذ اللہ ،، بھی لکھ دیا جو کچھ فرمایا درست ہے ہم نے دین تصنیف کیا یعنی : ووٹ سے الکشن خلافت کا کیا تھوڑی سی شراب جو حد سکر میں نہ ہو جائز کر دی قرآن اور احادیث نبوی میں آگ لگا دی نماز تراویح کی ایجاد کی متعتان کانتا فی زمن رسول اللہ و انا احرمھما رسول کے زمانہ میں دو طرح کے متعہ رائج تھے (انہیں میں حرام کرتا ہوں) کا صیحہ لگایا جو قرآن پر جبادہ ماجب کرا دیا ، نماز میں خضوع کو رخصت کرکے بین بین تجہیز جیش کی قبل غروب آفتاب سعند افطار کر لیا ، زنا عین الیقین کے حد تک پہونچگیا مگر حد جاری نہ کرائی استار کعبہ کے اتروانے کا قصد کیا وغیرہ وغیرہ یہ سب ہمارے تصنیفات ہیں ۔

لا باس بالقوم من طول و من عظم جسم البغال و احلام العصافیر

فرماتے ہیں ،، محرم نمبر میں شرک و بدعت کے رسوم بد پر مضامین شائع ہوئے ،، مگر کبھی شرک و کفر جو قبل اسلام ظاہری تھا اُس پر روشنی نہ ڈالی گئی اور نہ تراویح کی بدعت پر کوئی مضمون نکلا حالانکہ حضرت ابوبکر یوں پھونک پھونک کر قدم رکھتے تھے کہ جمع قرآن میں پس و پیش تھا مگر یہ دل کی کمزوری تھی جسکی فقط غلیظ نے تراویح ایجاد کرتے ہوئے تلافی کی اور فرماتے تھے کہ ہم نے چھپے نہیں کیا اب قرار ہے کہ مضامین لکھے گئے صحیح ہے و حافظہ نباشد،،

فرماتے ہیں، "سہیل یمن کے ٹائٹل پر ہی تمنے اوطاوار! نالکھکر اپنے متانت کا ثبوت دیا ہے" پرہی، کا کیا کہنا۔ یہ وہی اُردوئے معلی ہے جو ہیڈٹ ہے، رہ گئی شعر کی شکایت وہ آپ کو نبی سے کرنی چاہیے کہ اس نے ایسا شعر کیوں کہا جس سے آپ کی ڈاڑھی میں تنکا ہو۔

فرماتے ہیں "ہماری طرف سے ایک ڈکارتا ہوا شیران سب لومڑیوں کو گھیرے ہوئے اُن کا ناطقہ بند کیے ہوئے ہے" یعنی الیحم برعکس نہند نام زنگی کافور خدا کی شان، ثعلبی والے اسد اللٰہیوں سے یہ خطاب کریں درانحالیکہ ایک کی مرح دوسرے کے لیے سگ زرد برادر شغال سے زیادہ وقیع نہیں۔ کوہ احد کی چوٹی کی آوازانا فزو کافی اردیہ (میں بزکوہی کی طرح اُچکتا تھا) تو کچھ اور کہتی ہے، اب اپنے منہ سے چاہے شیر کہو چاہے کچھ اور مگر مطابقت واقع کم ہی رہے گی۔

فرماتے ہیں "کسی اصولی مسئلہ پر ائے مذہبی گفتگو کیجیے" سبحان اللہ اس سے بڑھکے کیا ہے یہ اہل علم کی شان ہے، مگر آپ تو تقیہ اور تبرّا سے بحث کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ آپ کی اس تحریر سے معلوم ہوا، لبیم اللہ ہم بالکل تیار ہیں عدل تو آپ کے یہاں ہے نہیں اس سے بحث تو کیجیے کا نہیں رکھی توحید و وحدانیت اس میں کثرت اور تجسیم نظر آتی ہے بہرحال ہم منتظر ہیں اور آپکے مذہب کے تار عنکبوت جو عہد عتیق سے غار ثور سے چلے آتے ہیں وہ ہمارے پیش نظر ہیں۔

فرماتے ہیں "نقص کردن خودوند اندر سخن راگوید کج است" کیوں مولوی صاحب حب معاویہ نے محمد ابن ابی بکرؓ کی وہ قمیص جسمیں اُن کو قتل کیا گیا تھا خلیفۂ ثالث کے گھر میں بھیجی تھی اور زوجہ مبارکہ یعنی جناب نائلہ اسس کو پہن کے عالم وجد وسرور میں ناچتی تھیں اُس وقت کیا یہی ترجیح بنا رکھا ہے؟

فرماتے ہیں "ہمارے جوابات کے لیے تیار رہیے" بہت دیر سے تیار ہیں مگر نوز روز اول ہے سہیل چشم براہ ہے خدا کرے جلد اس شام ترہب کی صبح نمودار ہو۔

ابو محمد فی الخنیف من معبد

لیثمات خلافت ضنین

———•÷•———

مدیر النجم کی خیانت اور جہالت

لکھا ہو کافی کی کتاب الزی والتجمل میں ص۱۹۶ پر ہے عن ابی عبد اللہ قال النظر الی عورۃ من لیس بمسلم نظرك الی فرج الحمار یعنی حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ جو عورت مسلمان نہ ہو (گو شیعہ ہو) اسکی شرمگاہ دیکھنی ایسی ہی ہے جیسے گدھے کے پیشاب کا مقام دیکھنا"

ذرا اس عبارت کو دیکھیئے اور مذہب مدیر کی کمزوریوں پر نظر کیجئے کہ حدیث و روایت کے لفظ اس نے بدل دیے اور پھر صدق مقال کا دعویٰ ساتھ ہے، کافی کے ص۱۹۶ پر یہ عبارت ضرور ہے مگر بجائے لفظ فرج کے لفظ عورۃ" استعمال کی گئی ہے آپ کی عادت تحریف نے جس سے اس قوم کو خدا کے سامنے بھی باک نہیں ہوا بجائے لفظ عورۃ کے فرج پیش کر دی۔ یہ ہے کھلی ہوئی تحریف و خیانت پھر یہ سلوک اگر تمہاری طرف سے قرآن کے ساتھ کیا گیا تو محل تعجب نہیں پھر کیوں چراغ پا ہوتے ہو۔ اب ذرا جہالت ملاحظہ ہو مدیر یہ سمجھا ہے کہ "عورت" کے معنی ہر جگہ شرمگاہ ہے کے آتے ہیں اس اعتبار سے گویا عورت "و" عورۃ" میں تساوی کی نسبت ہوئی۔ اب ہر جنتی عورت کو خواہ عورت کہکے پکارے یا "شرمگاہ" کہہ کے مدیر "النجم" کبھی بھی برا نہ مانے گا کیونکہ حق کے اظہار میں بقول حضرت عمر کوئی بے شرمی نہیں اس اعتبار سے ذیل کے احادیث میں لفظ "عورۃ" کے معنے شرمگاہ کے ہیں ملاحظہ ہو۔

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ لا یری مومن من اخیہ عورۃ فیسترھا علیہ الا ادخلہ اللہ بہ الجنۃ رواہ الطبرانی فی الاوسط والصغیر"	ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص، اپنے بھائی کی "عورۃ" دیکھے اور چھپا ڈالے تو اس کو خدا، اسکے عوض میں جنت میں جگہ دے گا۔

کتاب الترغیب ص۴۰۹

مدیر النجم کے افادات سے یہ عجب بات معلوم ہوئی کہ بھائی کی شرمگاہ دیکھو اور کپڑا اڑھا تک دو بس جنّت تمھاری ہے۔ نہ معلوم یہ صلہ چھپانے کا ہے یا شرمگاہ دیکھنے کا جب مرد کی شرمگاہ دیکھنے میں پوری جنّت ہے تو عورت کی (اگر وہ سُنّی ہو) آدھی جنّت تو کہیں گئی نہیں۔

من یتبع عورة اخیه یتبع اللہ عورته — جو شخص اپنے بھائی کی شرمگاہ (بقول النجم) ڈھونڈھتا ہے خدا اُس کی شرمگاہ ڈھونڈھتا ہے۔ اور جسکی خدا

ومن یتبع اللہ عورته یفضحه — شرمگاہ ڈھونڈھتا ہو خدا اُسکی تفضیح کرتا ہے۔

مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۶

کیوں جناب مدیر یہی معنے ہوئے نا؟ یہ استفادہ اپنے سترعورتین سے حاصل کیا ہوگا، اس قسم کی ہزاروں حدیثیں آپکے کتب صحاح میں ملیں گی اب تو ہر جگہ "عورت" کے معنی شرمگاہ کے ہوں گے۔ شرم کیجیے، اور جہالت کو چھوڑیے اگرچہ وہ آپ کی فطرت ہے۔ مقصود روایت یہ ہے کہ جس طرح فاسق کی غیبت جائز ہے ویسے ہی غیر مسلم کی برائیوں پر نظر جائز ہے اور جیسے عورت میں دیکھنے میں کوئی مضرت نہیں ویسی ہی سیئہ غیر مسلم پر نظر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہاں عورت کا تو کوئی ذکر ہی نہیں اور نہ اصل آیۃ کا لفظ ہے خدا مترجم کی جہالت کو اور بڑھائے۔

ایک سُنی عورت کے کرشمے

فرماتے ہیں جو عورت مسلمان نہ ہو (گو شیعہ ہو) تاریخی اوراق دیکھو تو تمھیں معلوم ہوگا کہ تمھارے مقدسات نے اپنی۔۔۔۔ کی قیمتیں کیا لگائی تھیں اور ان کے حسن عالم سوز نے کتنے چراغ جلا کے بجھائے تھے عائشہ بنت طلحہ جو حضرت ابوبکر کی نواسی تھیں اُنھوں نے اپنے "عورۃ" یعنی شرمگاہ کے معنوں میں ایک عاشق جاں کو چند درہموں کے عوض میں دکھائی زیادہ توضیح کی ضرورت ہو تو اغانی میں عائشہ بنت طلحہ کا تذکرہ دیکھو اگر غلط ہو تو ہم سے مطالبہ کرو۔

عائشہ بنت طلحہ کا تقیہ
اور دولت پر آبرو کی قربانی

اریني عائشة متجردة ولک الف درهم فاخبر — اس نے کہا مجھے عائشہ کو برہنہ دکھلا دے اور تیرے لیے ہزار

عائشہ بنت طلحہ قالت فانی اتجرد فاعلمیھا ولا تعرفیھا انی اعلم فقامت عائشۃ کانھا تغتسل فاشرت مقبلۃ ومدبرۃ

(۱) اغانی جلد دہم ص۵۱

مدد دیجئے اس کے عوض میں نذر ہیں لونڈی نے عائشہ کو اسکی اطلاع دی عائشہ اس پر راضی ہو گئیں مگر اس شرط پر کہ دیکھنے والے کو اس کا علم نہ ہو کہ عائشہ ان باتوں کو جانتی ہیں۔ عائشہ اٹھ کھڑی ہوئی جیسے نہاتی ہوں غرض برہنہ ہو کے آگے پیچھے پھریں یہاں تک کہ دیکھنے والے نے خوب دیکھا۔

حضرت ابوبکر کی نواسی اور حضرت طلحہ کی صاحبزادی کو اپنی شرمگاہ دکھانے میں کوئی باک نہ تھی وہ بھی صرف دو ہزار روپیوں کے لیے، یہ گھرانا دولت پر مٹا ہوا تھا، غصب سے ملے تو، اور آبرو بیچ کے حاصل ہو تو، سبحان اللہ اس گھرانے کی لڑکیاں کتنی عفت دار اور مہذب رہی ہوں گی جنکی ایک مثال مشتے از خروارے کی حیثیت سے نذر ناظرین کی گئی۔ اب اگر ایڈیٹر النجم بجائے اس فقرہ کے (گو شیعہ ہو) یقیناً سُنّی ہو۔، کا استعمال کرے تو بجا ہے۔ اب ذرا تقیہ ملاحظہ ہو۔ فرماتی ہیں میں ایسا کروں گی مگر دیکھنے والے کو اس کا علم نہ ہو کہ میں عمداً ایسا کر رہی ہوں۔

علم دشمن! یہاں عورت کے معنی امراۃ۔۔کے نہیں پہلے کسی سے پڑھ لیا کرو، آپ نے کاش مسلمہ پر غور کیا ہوتا اور سوچتے کہ مسلمہ،، کیوں نہیں تو یہ گتھی حل ہو جاتی اور زاغ نوائی کی ضرورت نہ ہوتی۔

مظفری جنتری انجمن عباسیہ لکھنؤ کے سکریٹری سید مظفر حسین صاحب دام مجدہٗ نے اس جنتری کو طبع فرمایا ہے ممدوح نے اس میں چند ایسی خوبیاں رکھی ہیں جو قابل ذکر ہیں، وہ کام جو جنتری سے لیا جاتا ہے اسکے علاوہ اسمیں یہ صفت ہے کہ یہ جنتری ہر امام کی ولادت ووفات کی تاریخوں کو بتاتی ہے مذہب امامیہ کی وہ عیدیں جو عوام سے پوشیدہ ہیں ان کو بھی ظاہر کرتی ہے تمام مشہور مجلسیں جو لکھنؤ الہ آباد، جونپور وغیرہ میں ہوا کرتی ہیں، ان کا ذکر تاریخ مقام، وقت، بانی مجلس اور ذاکر کے نام سمیت اسمیں مندرج ہے، جو لوگ شرکت مجالس کے لیے لکھنؤ تشریف لاتے ہیں ان کے لیے یہ جنتری بیحد مفید ہے بلکہ ایک حیثیت سے رہبر ہے جس کا ساتھ رکھنا ضروری ہے۔ ۱/ کے ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجی جا سکتی ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ سید مظفر حسین گولہ مرچنٹ چوک لکھنؤ متصل مسجد بساطی۔

ضمیمہ سہیل یمن — ابتدائے اشاعت ہٰذا



جنۃ البقیع



حضرات! تمام عالم اسلام میں عموماً اور شیعی دنیا میں خصوصاً واقعہ ہائلہ جنۃ البقیع سے جو ہیجان پھیل گیا ہے وہ اب کسی جز جگر خراش اور روح فرسا تشریح کا محتاج نہیں تمام عالم اسلام نے متفقہ طور پر یہ مان لیا ہے کہ اعدائے اسلام نجدیوں نے اُن مقامات مقدسہ و آثار متبرکہ پر یہ شیطانی حملہ کیا ہے جہاں سے شب و روز تسبیح و تہلیل کی آوازیں بلند ہوتی تھیں اور اُن ضریحوں کو حیا سوز جذبہ سے بے نشان کر دیا ہے جو جبرئیل و میکائیل کی طوافگاہیں تھیں حقیقت یہ ہے کہ شرافت و انسانیت کے ان نجدی لٹیروں نے بدوؤں سے کہیں زائد مظالم اپنی شیطانی حکومت کی ٹٹی کی آڑ میں روا رکھنے کے لئے کفر نما اسلام کا جال اسلئے پھیلایا ہے کہ اس پردے میں ایکطرف زر و مال و عزت و آبروئے مسلمانان عالم پر حملے کئے جائیں اور دوسری طرف اپنے خارجی جذبے اور کافرانہ اسلام کے تحت میں انبیا، ائمہ، اولیا اللہ اور خواتین عصمت و طہارت کی ذوات مقدسہ سے منسوب مقامات کی بے حرمتی کر کے نور خدا کو بجھایا جائے۔

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

لیکن قرآن پکار پکار کے کہہ رہا ہے کہ "خدا اپنے نور کو تمام کر کے رہیگا خواہ کافر کتنی ہی کراہت کریں" جب یزید کے بجھائے یہ شمع الٰہی نہ بجھی تو اُسکے ایک دنی ایجنٹ سے کیا بجھے گی۔ بہر حال ملعون نجد اور اُسکے ہمخیال و امثال کی زبان بندی نیز تطہیر حجاز کی آخری گھڑی تک شیعیان ہند کی نمائندگی اور ترجمانی کے لئے ابو القلم منیر زیدی الواسطی دہلوی سابق مدیر فرات نے **جنۃ البقیع** کی ادارت قبول فرمائی ہے بشرطیکہ صرف للعہ سالانہ چندہ ادا کرنے والے کافی حضرات اپنے اسماء مبارک رجسٹر کرا دیں۔ ذیل کے پتہ پر اس تحریر کے ساتھ صاف نام اور خوشخط پتے آنے کی ضرورت ہے کہ ہم مندرجۂ ذیل غلامان محمد و آل محمد اخبار جنۃ البقیع کی خریداری منظور کرنے اور سالانہ چندہ مبلغ للعہ کا منی آرڈر اطلاع طلبی موصول ہوتے ہی بھیجنے کے لئے تیار ہیں۔ پانچہزار خریدار مہیا ہونے پر انشاء اللہ اخبار کا پہلا پرچہ مفت خدمت میں روانہ کر دیا جائے گا والا فلا۔

پتہ صرف: "مینیجر یوسفی پریس" دہلی

REG No A 1563

علمبردار حمایت مذہب

اَبِنْتُ مَوْھِمَم وَ اَنَا سُہَیْلٌ
طَلَعْتُ بِمَوْتِ اَوْلَادِ الزِّنَاءِ
المتنبی

مجلہ علمیہ

سہیل یمن

مدیر خاص
ابو البراعة سید ظفر مہدی گہر نصیر آبادی الجائسی
فاضل - ملا فاضل منشی فاضل مولوی فاضل

باہتمام میر محمد جواد نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں چھپا اور سید نواب علی منیجر دفتر سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے شائع ہوا



قواعد سہیل یمن

۱۔ یہ رسالہ ہر ماہ عربی کے پہلے ہفتہ میں شایع ہوگا
۲۔ سہیل کی ضخامت فی الحال ۴۸ صفحات سے کم نہ ہوگی
۳۔ سہیل جملہ خریداران کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا
۴۔ اگر خریدار کے پاس کسی وجہ سے نہ پہونچ سکے تو ۲۰ ماہ عربی تک دفتر میں اطلاع پہونچنے پر دوبارہ روانہ کیا جا سکتا ہے اسکے بعد ۴؍ کا ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجا جا سکتا ہے۔
۵۔ سہیل کی سالانہ قیمت فی الحال ؎ اور ششماہی عا؍ ہوگی
۶۔ جملہ مراسلات وارسال زر وخط وکتابت بنام ابوالبراعة سید ظفر مہدی گہر مدیر خاص وناشر سہیل یمن وکٹوریہ سٹریٹ لکھنؤ ہونا چاہیئے۔
۷۔ مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر حدود منازل سہیل سے متجاوز نہ ہونگے اور معیار علم پر ٹھیک اترینگے تو بصد امتنان شایع کئے جائینگے۔
۸۔ سہیل کو چونکہ آیندہ ایک کام میں جو دینی حمایت اور مذہبی دفاع پر منحصر ہے توسیع پیدا کرنا ہے لہذا وہ بغیر استعانت حاضر خدمت نہ ہوگا۔
۹۔ نمونہ کا پرچہ ۴؍ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائیگا۔ مفت حاضر خدمت نہوگا۔
۱۰۔ خریداروں سے عرض ہے کہ خط وکتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل ناممکن۔
۱۱۔ جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے۔

اغراض ومقاصد سہیل یمن

۱۔ ہندوستان کے بہترین اہل قلم کے علمی مضامین کی اشاعت۔
۲۔ معاندین اسلام ومخالفین مذہب شیعہ کے بیجا اعتراضات اور حملوں کا دفاع۔
۳۔ حقیقی اخلاق اسلامی کا نشر۔
۴۔ علمی قومی اور مذہبی اور اُن ملکی معاملات پر جو مذہب سے متعلق ہوں گے تبصرہ ونقد۔
۵۔ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے علوم وسوانح کا نشر۔

مشتہرین کیلئے بہترین موقع ہے کہ وہ اس کثیر الاشاعت رسالہ کے ذریعہ سے نفع اٹھائیں اجرت اشتہارات حسب ذیل ہے۔

جگہ	سالانہ	ششماہی	سہ ماہی	ایک ماہ کیلئے
پورا صفحہ	لعہ/	عہ/	عہ/	صہ/
نصف صفحہ	عہ	عہ/	ہے/	سے/
ربع صفحہ	عہ	معہ/	للعہ/	عا/

اشاعت اشتہار وصول اجرت پر موقوف ہے رعایت کی گنجائش نہیں۔



۸۰۱۲

۔۷۱۷

سہیل یمن

ہر ماہ عربی کے پہلے ہفتہ میں وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے شائع ہوتا ہے سالانہ اعانت
ہندوستان کے اندر تین روپیہ چار آنے ہندوستان سے باہر پانچ روپیہ آٹھ آنے

از صاحب حرم چہ توقع کنند باز
آں ناکسانکہ تیغ بہ صید حرم زنند

جلد (۱) — ماہ رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ — نمبر ۱۲

نمبر شمار	مضامین	مضموں نگار	صفحہ
۱	منثورۃ الدرر	مدیر خاص	۲ – ۷
۲	تہذیب غیر مہذب	″	۸
۳	غروب مہر کرم	″	۹ – ۱۰
۴	معرکۃ القلم	ایک محقق	۱۱ – ۲۲
۵	رد موضوعات کلینی	مولوی اعجاز حسین صاحب بدایونی	۲۳ – ۳۴
۶	نمکداں	مدیر خاص	۳۵ – ۴۰

منثور الدُر

"آج خوش ہوں کہ امانت سے سبکدوش ہوا"

الحمد للہ کہ اس نمبر کے ساتھ سہیل یمن کا دور اوّل ختم ہوتا ہے اور انشاءاللہ ماہ شوال سے اس کا دور جدید شروع ہوگا، سہیل اپنے معاونین سے شرمندہ بھی نہیں کیونکہ بحمداللہ اسکا طلوع اپنے وقت پر ہوتا رہا جس کا تجربہ اسکے خریداروں کو ہوگیا ہوگا، اسکے طبع اور سامان طبع میں کبھی کوئی کمی رونما نہیں ہوئی، اسکی صوری اور معنوی تزئین اپنے حال پر باقی رہی اور انشاءاللہ رہے گی، جس کے ناظرین سہیل خود شاہد ہیں۔

وہ اعانت کی رقم جو میرے پاس امانتاً رکھوائی گئی تھی اسکو میں نے "سہیل" کی صورت میں آپ حضرات تک پہونچادیا گو بہ اقساط سہی، جس سے آپ بھی منکر نہیں، آج مسرت کی کیفیت اپنے میں محسوس کر رہا ہوں کیونکہ "ان تودوا الامانات" کا عامل نکلا اور یہ تمام باتیں توفیقات الٰہیہ کی ممنون ہیں ورنہ میں:-

چہ برخیزد از دست و کردار من مگر دست لطفت بود یار من

کیا اب کہہ سکتا ہوں کہ جب امانت داری کا ثبوت میں نے عملاً دیدیا تو سہیل کی امدادی رقم کا امین مجھے پھر بنا دیجیے تاکہ تکرار فعل نہ مجھے تفویض امانت سے غافل ہونے دے نہ آپ کو مذہبی اعانت سے۔

گو کہ زحمت ہے مگر اپنی امدادی رقم جو مع محصول تین روپیہ چار آنے ہے بذریعہ منی آرڈر رمضان کی ۲۹ تک دفتر میں بھیجدیجیے اور اسمیں بے التفاتی کو دخل نہ دیجیے کیونکہ وی پی بھیجنے میں میری ناقابل برداشت زحمتوں کے ماسوا آپ کا نقصان بھی ہے جو مجھے کسی طرح گوارا نہیں۔

اگر خدانخواستہ خریداری منظور نہیں (جسکا مجھے گمان بھی نہیں کیونکہ سہیل نے غالباً کوئی بات خلاف مزاج نہ کی ہوگی) تو دفتر کو فوری اطلاع سے سرفراز کیجیے ورنہ ماہ شوال کا رسالہ وی پی حاضر خدمت ہوگا اور اسوقت آپ کا اخلاق اُس کے واپس کرنے سے غالباً شرمندہ نظر آئے گا اور آپ اسے وصول فرمالیں گے۔

آپ کی کیا رائے ہے؟

میرے پاس دوران سال میں چند افتخار نامے آئے جو لکھنے والوں کی تولائی کیفیت پر ایک تیز روشنی ڈالتے تھے اور جس میں ان کا اصرار تھا کہ سہیل کا حجم بڑھا دیا جائے اور بجائے ڈھائی جزکے چار جز کا کر دیا جائے اور اسکا سالانہ چندہ بجائے تین روپیہ کے پانچ کر دیا جائے، کیونکہ ظاہر ہے کہ اس قیمت پر کوئی دوسرا پرچہ سہیل کی سی حیثیت کا نہیں نکلتا، اگر خریداران سہیل اس اعانت پر رضی ہوں تو مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ میں بھی اجزائے سہیل میں حسب ذیل ابواب کا اضافہ کرنے کے لیے تیار ہوں تاکہ سہیل ہر مذاق کے موافق کچھ نہ کچھ اپنے دامن میں رکھے۔ اگر اسکا حجم چار جز کا ہوا تو حسب ذیل ابواب "منازل سہیل" کی حیثیت سے اس میں موجود ہوں گے۔

(فانبجست منہ اثنتا عشرۃ عینا قد علم کل اناس مشربھم)

(۱) معرکۃ القلم (جس سے آپ واقف ہو چکے ہیں) (۲) زبدۃ الاسس (اس باب میں وہ اعتراضات ہونگے جو مذہب غیر کا بطلان ثابت کریں) (۳) نشر قبل الحشر (اسمیں تاریخی مضامین ہونگے) (۴) نغمہ حجاز (اسمیں عرب کی شاعری سے بحث ہوگی (۵) نغمہ شیراز (اسمیں عجم کی شاعری سے بحث ہوگی) (۶) ریحانۃ الھند (اسمیں اردو اشعار کا تذکرہ ہوگا) (۷) حمایۃ الثغور (اسمیں ان اعتراضات کا جواب ہوگا جو مذہب اسلام پر کیے جاتے ہیں اور مخاطب صحیح آریہ اور نصاریٰ اور دہری ہونگے) (۸) فصل الخریف عن الربیع (اسمیں نقد و تبصرہ ہوگا عام اس سے کہ کسی مفہوم کا ہو یا کسی شعر کا یا کسی کتاب کا جو اپنے دامن میں غلط اور بے اصل مضامین لیے ہوئے ہے (۹) نشاط الکسلان (اسمیں فکاہات اور دلچسپ چیزیں ہونگی جنمیں ظرافت کا پہلو ہوگا (۱۰) تحیۃ القادم و تودیع الماضی (اسمیں اخبار کا نچوڑ ہوگا اور نئی خبریں ہونگی) (۱۱) افق الشریعہ (اسکا مطلب نام سے ظاہر ہے) (۱۲) تذکرۃ الامانی (اسمیں محض آرزوؤں کا ذکر ہوگا جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ اسلاف کی آرزوئیں کیا تھیں

یہ بارہ باب ہیں۔ اب آپ اپنی رائے سے مطلع کریں اگر اضافہ حجم و معلومات مطلوب ہو تو آپ صہ سالانہ سے اعانت کریں اور میں اسے چار جز کا کردوں ورنہ ڈھائی اور تین جز تو حاضر ہوتا ہی رہتا ہے۔

اعتراف خطا ہمیں یہ بات بہت اچھی معلوم ہوئی کہ معزز نگار نے اپنے مطالب کے بعض اجزا کے غلط ہونے کا اقرار کیا اور اپنی خطا کا اعتراف کیا اور اس اعتراف کو ماہ جنوری ۱۹۳۱ء کے رسالہ میں دو بیضاوی دوائر میں جگہ دی "شاید کہ ہمیں بیضہ برارد پروبال" ہم نگار کی اس انصاف پسند طبیعت سے خوش ہیں کہ اس نے ہٹ دھرمی نہیں اختیار کی اور اپنے کلام کے ایک جزو کی غلطی کا اقرار کیا، جب جزو میں انھیں یہ نظر آیا تو کُل میں آپ سے آپ کچھ ہوگا جس کو ان کی نظر تعمیر غالباً خود پرکھ لے۔

"جریدۂ معارف اور سہیل"

بازدید سنتا تھا کہ ایک شیوۂ اخلاقی ہے مگر بعض طبائع اسکے منکر ہیں، چنانچہ سہیل کئی مہینہ تک دفتر المعارف" اعظم گڑھ میں جاتا رہا، مگر افسوس ہے کہ معارف کے جمود میں کوئی حرکت نہ پیدا کرسکا، ممکن ہے رسم مبادلہ اخبار وجرائد ان کے یہاں نہو۔

وہ مضامین جو دفتر میں آتے ہیں ان میں آیندہ سال سے انشاء اللہ ترمیم و تنسیخ کا عمل ضرور جاری ہوگا اور اس پر مضمون نگار حضرات کو ناراض ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں جبکہ مدیر پر رسالہ کی ہر طرح کی ذمہ داری عائد ہے۔ مضمون نگار حضرات اسکا خیال رکھیں کہ وہ مضمون کے طویل بنانے کے لیے عبارت آرائیوں سے کام نہ لیا کریں بلکہ ادائے نفس مطلب کا لحاظ رکھیں۔

اگرچہ اطلاع دی گئی تھی کہ ممکن ہے رمضان کا پرچہ دو جزو کا نکلے مگر ہیں اس کمی کو اچھا نہ سمجھا لہذا رسالہ ڈھائی جزو کا حاضر خدمت ہو رہا ہے اور رسالہ شعبان و ذالحجہ کی "زیادتی" سے موجودہ کمی انتقام نہ لے گی مطمئن رہیے۔

"تحفہ اثنا عشریہ کا جواب"

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تحفۂ اثنا عشریہ جو فارسی سے مترجم ہو کر اُردو میں آ چکی ہے اور جس پر النجم کے رقص مذبوحی کا دارومدار ہے، اسکے جواب لکھنے کا وعدہ باوجود کثرت اشغال اور قلت وقت و عدم فرصت مجھسے حضرت صدر الواعظین ملک الناطقین شمس العلما مولینا مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ دام ظلہ العالی نے فرمایا ہے، جو زیادتی اجزاے سہیل کے بعد اسمیں برابر طبع ہوتا رہے گا۔ یوں تو تحفہ کے متعدد جواب شیعی دُنیا سے نکل چکے ہیں مگر یہ جواب یقیناً اپنا آپ ہی نظیر ہو گا اگر قوم نے توجہ کی اور خریداران سہیل نے جو بحمد اللہ ہر ہفتہ بڑھتے جا رہے ہیں ایک ایک خریدار بہم پہونچا کر اور اجزا اپنی اعانت کے ساتھ بڑھا دیے تو یہ بیش بہا تصنیف شیعی دنیاے علم میں سرمایۂ ناز و افتخار ہوگی

دُنیاے علم میں ایک زرین تاریخی اضافہ

سلطان الواعظین حضرت شمس العلما مولانا مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ کی سعی بلیغ نے حضرت خلیفۂ ثانی حضرت عمر کی "سوانح عمری" کا حصۂ اول مرتب فرمایا ہے جو نہ صرف قابل دید بلکہ ایک تاریخی معلومات کا مخزن ہے مولینا مدظلہ نے اسکی ترتیب میں جو واقعات فراہم فرمائے ہیں اور جن موثق کتب اہلسنت کو ان کا ماخذ قرار دیا ہے اُسپر کسی خاص روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اُنکی وسیع النظری اور ان کا تبحر علمی بحمد اللہ محتاج بیان نہیں، میں نے بغرض طبع اس تالیف کو مولینا مدظلہ سے حاصل کر لیا ہے اگر شایقین علم و فضل اُسکی قیمت جو دو روپیہ ہوگی پیشگی میرے پاس بھیجدیں تو میں اسے مطبع کے حوالہ کر دوں کیونکہ عدم سرمایہ اسکی طبع کا مانع ہے کم از کم پانچ سو خریدار اگر اس بات پر آمادہ ہو جائیں تو یہ تالیف بے نظیر جلد سے جلد طبع ہو کر آپکی خدمت میں حاضر ہو جائے گی۔

اس جلد اول کا حجم کم از کم دو سو صفحات کا ہوگا جو ۲۰ × ۲۶ کے سائز پر اپنی دیدہ زیب طباعت کے ساتھ ایمان فزاے ناظرین ہو گی۔

مدیر النجم کا خدا

بذوق تو سخن حق اگرچہ تلخ بود   فرو برش کہ ازاں لذت شکر یابی

شب برات کا حلوا نوش کرنے کے لیے اس شب عرش سے اتر کر فلک دنیا پر آتا ہے (معاذاللہ) یا شب برات کی آتشبازی دیکھنے کے لیے دریچہ فلک سے نظر بازی کرتا ہے، اس آتشبازی کی مخالفت ابکی النجم نے بہت کافی کی ہے مگر اگر یہ بند ہو جائے تو خدا کے اترنے کا کون ذمہ دار ہو گا کیونکہ کوئی سامان دلچسپی عرش چھوڑنے کا محرک نہ رہے گا نعوذ باللہ۔ لکھتا ہے:۔

"احادیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ اس مہینہ کی پندرھویں شب میں حق تعالیٰ کا نزول اجلال آسمان دنیا پر ہوتا ہے"

کیوں نہ ہو شاید عرش پر بیٹھے بیٹھے دم گھبراتا ہو تفریح کے لیے جگہ چھوڑتے ہوں، کیا کہنا اس وحدانیت کا جس پر شرک و کفر خندہ زن نظر آتے ہیں، اگر اسلام نے یہی توحید سکھائی ہے تو النجم اور اس کے چیلوں کو مبارک رہے۔ "کفر می خندد برایں اسلام ما"

ہماری باتوں سے عداوت

چراغے را کہ ایزد بر فروزد   کسے گر تف زند ریشش بسوزد

انکے بغض و کینہ کی کوئی حد باقی نہیں رہتی جسوقت ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری دینی عیدوں میں وہ اظہار غم کرتے ہیں اور ہمارے غم میں علاوہ خوش ہونے کے بدعت کے فتاوے نکلتے ہیں۔

شب برات جو ہماری عید ہے اور وہ عید کہ جس شب ان کا خدا بھی عرش پر نہیں رہ سکتا اسکی ان روشنیوں سے اور آتشبازیوں سے جو اظہار مسرت و شادمانی کے لیے چھوڑی جاتی ہیں باطل پرست فرقہ کی آنکھوں میں خیرگی اور دلوں میں بلا کا التہاب و سوز پیدا ہوتا ہے، چنانچہ شعبان کے مہینہ بھر ہر اخبار میں اسی کا رونا ہے، یہ اسلیے نہیں کہ اسکو وہ بدعت سمجھتے ہیں، ورنہ بارہ وفات اور شب قدر ماہ رمضان ان روشنیوں سے محفوظ رہتی بلکہ صرف اسلیے کہ اسکا تعلق مذہب

شیعہ سے ہے لہذا جلنے کی کوئی حد نہیں۔

حکام کی دعوتوں میں جو ہزاروں کی آتشبازی صرف کی جاتی ہے اور چراغاں ہوتا ہے اسپر اگر ان لوگوں کا کبھی قلم اُٹھتا تو ہم سمجھتے کہ واقعاً یہ حق کوشی ہے مگر ہمیں معلوم ہے کہ یہ صرف مذہبی تعصب کا شعلہ ہے جو باطل پرستوں کو کروٹ پر کروٹ بدلوا رہا ہے کبھی عرس نظام الدین اولیا اللہ اور دیگر عرسوں کی بدعتوں پر نظر ڈالی ہوتی اور انکے اسراف کو دیکھا ہوتا کبھی مُلک شام کے چراغاں کو آنکھیں پھاڑکے دیکھا ہوتا، اچھا اگر چراغوں کا روشن کرنا آتش پرستی ہے تو انکی بارہ وفات اور گیارھویں شریف و شب قدر میں اسکی ممانعت کردو۔ یہ کون سا انصاف ہے کہ تم تراویح پڑھو چراغاں کرو تو بدعت نہیں اور ہم جو کچھ اظہار مسرت میں کریں وہ بدعت ہے محرم کا غم بدعت اور شب برات کی مسرت بدعت۔

سچ ہے :۔ نیش عقرب نہ از پے کین است مقتضائے طبیعتش ایں است

سکوت محض

(خامشی) بے سبب نہیں غالب کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

آج گیارہ مہینہ بحمد اللہ گزرے کہ سہیل النجم کے اعتراضات بے سروپا میں قدح کر رہا ہے اور ان کے دنداں شکن جوابات دے رہا ہے ہمارا مطالبہ پر مطالبہ ہے مگر وہاں فرار کے مختلف راستے اختیار کیے جا رہے ہیں کبھی کوئی مسئلہ چھیڑا جاتا ہے کبھی کوئی غرض موضوع خاص سے کوسوں دور رہا ہے، اور معلوم ہوگیا کہ النجم کی ملمع سازی اور قلعی گری اب سیماب سان بیقرار ہے۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ یا تو ہمارے جوابات میں قدح کرو یا تسلیم کرو اس زاغ نوانی سے کچھ کام نہ چلے گا۔

جن حضرات کے اشتہارات ٹائیٹل پر تھے ان کی میعاد طبع ختم ہوگئی اب جو حضرات اپنے اشتہارات ٹائیٹل پر دینا چاہتے ہیں انھیں سال بھر سے کم کا اشتہار نہ دینا چاہیے کیونکہ وہ ٹائیٹل پر طبع نہیں ہو سکیگا اگر کوئی صاحب سال بھر کا اشتہار دیں تو وہ جلد سے جلد مع اجرت دفتر میں بھیجدیں اس لیے کہ سال بھر کا ٹائیٹل ایک ساتھ طبع ہوگا۔

"تہذیب غیر مہذب"

چوں حیا مانع روزی آمد — لاجرم ترک حیا باید کرد

النجم کی متانت و تہذیب ناظرین ملاحظہ فرمائیں جس کا وہ مدعی ہے اور یہ حال برسوں سے ہے اب سہیل نے اس پر روشنی ڈالنی شروع کی ہے۔

(۱) النجم صفحہ ۱۲ ماہ شعبان ۵۲ھ "اپنے امام صاحب کو کچھ نہیں فرماتے جنکے جھوٹ کا کہیں ٹھکانا نہیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین" (۲) "شیعیان کوفہ کی سفاہت اور کمینہ پن" صفحہ ۴۳ جلد ۴ نمبر ۱۳ و ۱۴ (۳) صفحہ ۴۴ جلد مذکور "شیعوں کا سفید جھوٹ ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین" (۴) صفحہ ۴ پر جناب مجلسی رحمہ اللہ کے متعلق لکھتا ہے اور عبارت اسکے مفہوم کو امام تک بھی پہونچاتی ہے:۔ اس شیخ چلی کے خیالات کا لطف جب حاصل ہو کہ ہماری گورنمنٹ سے الخ۔..........

ہارون رشید نے اس سفید جھوٹ سے سمجھ لیا" (یعنی قول امام سفید جھوٹ تھا معاذ اللہ) (۵) اسی صفحہ پر لکھتا ہے "مگر شیعوں کے بنول ائمہ پر وہ اثر پڑتا ہے جیسا کہ بلی کے میاؤں کا چوہوں پر اثر پڑتا ہے" (۶) شیعہ مذہب جب ہی انسان اختیار کرتا ہے جب دنیا یا کسی عورت کا عاشق ہو" جلد ۴ نمبر ۸ صفحہ ۲۴) (۷) معترض مردود ہے" (صفحہ ۲۵ جلد ۴) اپنے اماموں کا جھوٹ جلد ۴ نمبر ۶و۵ صفحہ ۵۸۔ (۹) امام جعفر شیعہ جھوٹ موٹ حدیث گڑھ لیتے تھے" جلد ۴ نمبر ۶و۵ صفحہ ۵۷۔ (۱۰)

(اب اس خارجی کی باتیں قاتل ناکثین امیر المومنین نفس رسول کے متعلق ملاحظہ فرمائیے)

(النجم نمبر ۶و۵ جلد ۴ صفحہ ۶۰)

علی نے فاطمہ کو ایذا دی، اس ناعاقبت اندیشانہ حرکت سے چند گناہوں کا مرتکب ہوا، رسول کو غضبناک کر دیا خدا کا بھی کوئی پاس نہیں کیا، عرش پر بی بی صاحبہ (یعنی جناب فاطمہ) کا نکاح باندھ کر ثقلین پر ان کی عظمت ثابت کرتے ہیں۔ (علی) نے محض اپنی شہوت رانی اور خواہشات نفسانی سے رسول کو غضبناک کیا کیا ایسے کی سفارش رسول اللہ کریں گے اور اسے حوض کوثر سے بہرہ یاب کریں گے: (اس اعتراض کے یہ معنی ہیں کہ صحیح بخاری جھوٹی ہے کیوں؟ مدیر)

غروب مہر کرم

ایں جان عاریت کہ بحافظ سپردہ دوست روزے رخش بہ بینید و تسلیم وے کند

وما الروح والجسمان الا ودیعۃ ولابد یوما ان ترد الودائع

یوں تو دنیا کے آغوش کا ہر فتنہ آواز فنا پر لبیک کہنے کے لیے تیار ہے اور مٹنے کے لیے آمادہ دہر کا وہ کون سا نقش تھا جس کو وجود کی کوششوں نے ابھارا نہیں اور فنا کی پرزور قوتوں نے مٹایا نہیں، زمانہ اگرچہ وجود عارضی کا مرہون منت ہے، مگر درحقیقت عدم ہی مملکت ہستی کا ایک موثر حکمران ہے کسی ایسے نقش کا مٹنا جس سے صرف حواس ظاہر متلذذ ہوں اتنا غم فرسا نہیں جتنا کہ ان نقوش کے محو ہونے کا غم جن کے برکات سے پیکر علم و عمل میں روح دوڑ رہی ہو ایسی ہی ہستیوں میں اس شخص کا بھی شمار تھا جو کل تک فلک علم و اخلاق کا ایک خورشید جہانتاب تھا اور آج مغرب لحد میں گہری نیند سو رہا ہے، کل تک اس کا دل سائل کی آواز سے متاثر ہو کر اسکی مدد پر آمادہ ہوتا تھا آج کسی سائل کی آواز اسکے اس دست جود کو جس کی ممنون قوم شیعہ ہے کوئی جنبش نہیں دے سکتی، درحقیقت جناب راجہ سید ابوجعفر مرحوم پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے اور جتنا غم کیا جائے بجا ہے کیونکہ ان کا جود و سخا، انکی حمایت مذہب، اور ان کی قومی مواسات آج دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتی، میں جانتا ہوں اور میں کیا دنیا جانتی ہے کہ ان مرحوم کا ماتم انکے گھر تک محدود نہیں بلکہ اس سانحہ نے ان تمام گھروں میں ایک حشر برپا کر دیا ہے جو مرحوم کے دامن دولت و عطا سے وابستہ تھے وہ وظیفہ خوار طلاب جو اس مخیر ہستی کے ممنون تھے اور انکی تمام ترقیاں اس ایک کی دم سے وابستہ تھیں آج خون کے آنسو بہا رہے ہیں۔

مرنے والے تجھے رونے کا زمانہ برسوں

ہر مرکز علم ماتم کناں ہے، اور ہر شیعی ادارہ نوحہ زن درحقیقت زمانہ ایسی ہستیوں کے پیدا کرنے سے عاجز ہے جن کا مطمح نظر خیر و نیکی کے سوا کچھ نہو، خدا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور

پسماندگاں کو صبر جمیل عطا فرمائے اسکے ساتھ ہی تمنا تھ خدا سے دعا ہے کہ خداوند عالم ولی عہد ابقاہ اللہ کی مدد انھیں توفیقات سے فرمائے جن کا فیضان مرحوم کی ذات پر تھا اور ممدوح اپنے مرحوم پدر عالیمقدار کی صفات و اخلاق کی ایک روشن مثال ہوں - انشاء اللہ -

غمگین و مستہام مدیر خاص

قطعۂ تاریخ سر راجہ ابو جعفر مرحوم نور اللہ مرقدہ

حیف رفت اندو ہر دیجا ہیکہ از صیت کرم — در جہاں برداشت صحن گنبدِ نیلی رواق

حامیِ دین مبین و ناصر شرع متیں — بزم آرائے طریقت ماحی کفر و شقاق

حاتم طے کاروانش راچو پیش آہنگ بود — بلکہ از پس ماندگانش بود در روز سباق

معدلت پیرائے عالم کز نظام عدل او — معتدل شد دہر و بنشانید کسری را بطاق

قرب عالم جست چوں بشنید بانگ الرحیل — از امیر المومنیں آموخت نہج استباق

در مہ شعبان بشعب قبر از دست شعوب — رفت و دنیائے دنی را داد چوں مو طلاق

اندریں گل صد چمن بود از وصف جمیل — خلد بود ایں را بچن باغ با صد اشتیاق

شد جہاں تاریک مہ بر کاغذ نوشتم سال فوت

ماہِ کنعانِ کرم افتاد در چاہ محاق

سنہ ۱۳۴۵ھ

اصابۃ القلم | اس نام کا ایک رسالہ دفتر میں بغرض ریویو ملا ہے - لہذا ریویو نذر ہے -

مدت سے اس بات میں نزاع تھی کہ شیر شاہ کی داڑھی بڑی ہے یا سلیم شاہ کی ہماری رائے میں لفظ و معنی سے قطع نظر کر کے سلیم شاہ کی داڑھی بڑی ثابت ہوئی -

---

نوٹ { دفتر میں کسی تحریر کے بھیجنے سے پہلے ایک نظر اگر قواعد سہیل یمن ملاحظہ کر لیجیے تو باعث امتنان ہوگا -

معرکۃ القلم

برعکس نہند نام زنگی کافور

ایک سُنّی نے ایڈیٹر سہیل یمن سے ایک سوال کیا ہے (جس کا ذکر آئندہ آئے گا) اور سائل ہونے کا نام محقق رکھا ہے حالانکہ سائل کو محقق کہنا ویسا ہی ہے جیسے زنگی کے لیے تجویز لقب کافور- کیونکہ سوال اگر اپنے حقیقی معنوں میں استعمال کیا جائے تو ہمیشہ سوال جہل سے پیدا ہوگا پھر ایک جاہل اگر اپنا نام محقق فرض کرے تو جہل مرکب کے سوا اسے کیا کہنا چاہیئے-

آمدم بر سر مطلب

سائل نے مجلس میں کسی واعظ سے یہ سُن لیا تھا کہ رتبۂ امامت نبوت ابراہیمی سے بالاتر تھا اسلیے خلیل کو جناب باری عز اسمہ نے نبوت کے بعد امام بنانے کا وعدہ کیا تھا، چونکہ اہلسنت کے دماغ میں اعتقادی حیثیت سے یہ بات لاسخ ہے کہ امامت کوئی جلیل القدر عہدہ نہیں اسلیے انھوں نے ہر کس وناکس کا خطاب امام رکھا ہے پھر وہ اس بات کو کیونکر تسلیم کرتے کہ مرتبۂ نبوت امامت سے تحت میں ہے لہذا اپنے اس شبہ کو اس عبارت میں پیش کیا "مولینا سبط حسن صاحب نے آیت مذکورہ سے جن دو باتوں کو ثابت کرنا چاہا ہے ان میں سے ایک بات بھی ثابت نہیں ہے اسلیے کہ آیت مذکورہ میں امام سے نبی مراد ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس سے پہلے نبوت کا ملنا قرآن شریف میں کہیں مذکور نہیں اسکا بار ثبوت مولینا کے ذمہ ہے" یہ سخن درست ہے کہ اسکا بار ثبوت واعظ پر ہے، اچھا آپ کی خاطر سے میں اس مطلب کو ثابت کرتا ہوں کہ آیۂ مبارکہ میں نبوت کے علاوہ امامت مراد ہے نیز یہ بھی کہ یہ دونوں مفہوم الگ الگ ہیں امید ہے کہ جناب اس تحریر کے ملاحظہ کرنے کے بعد سکوت اختیار نہ فرمائیں گے بلکہ یا تو میری عبارتیں دلیلوں اور برہانوں سے کاٹ دی جائیں جسکو دُنیا سمجھ لے کہ مجیب نے جواب میں غلطی کی اور یا اسکا اعتراف النجم کے صفحات پر نظر آئے کہ میں نے اپنے سوال کا مسکت جواب پا لیا کیونکہ اگر قبول مذہب نہ ہو تو اعتراف تو ہو ورنہ

اہل قلم و دماغ کو تکلیف دینا لغو اور فضول ہے۔ ہم آپ کی فرمائش سے اس آیہ سے بحث کرتے ہیں
جس کے بعد روئے مطلب سے غبار ہٹ جائے گا۔

انی جاعلک للناس اماما

میں کون سی امامت مراد ہے جب تک یہ مسئلہ طے نہ ہو وقت تک یہ نہیں سمجھ میں آسکتا کہ کس
امامت سے نبوت مراد ہو سکتی ہے کیونکہ ایک وہ امامت ہے جو سنیوں کے یہاں مستعمل ہے دوسری وہ
امامت ہے جو شیعوں کی مراد ہے ان دونوں کی تعریفوں کے بعد انشاء اللہ مطلب ناظرین کے سامنے
اپنے پردے چاک کردے گا۔ پہلے ہم سنیوں کے یہاں کی امامت پر روشنی ڈالتے ہیں علامہ تفتازانی
نے شرح مقاصد میں یہ عبارت لکھی ہے وتنعقد الامامۃ بطرق احدھا بیعۃ اھل الحل والعقد
من العلماء والرؤساء ووجوہ الناس الذین تیسر حضورھم من غیر اشتراط عدد
ولا اتفاق من فی سائر البلاد بل لو تعلق الحل والعقد بواحد مطاع کفت بیعتہ الثانی
استخلاف الامام وعھدہ وجعلہ الامر شوری بمنزلۃ الاستخلاف الا ان المستخلف
غیر متعین فیتشاورون ویتفقون علی احدھم واذا خلع الامام نفسہ کان کموتہ
فینتقل الامر الی ولی العھد والثالث القھر والاستیلاء فاذا مات الامام وتصدی
للامامۃ من یستجمع شرائطھا من غیر بیعۃ واستخلاف وقھر الناس بشوکتہ انعقدت
الخلافۃ لہ وکذا اذا کان فاسقا او جاھلا علی الاظھر پھر اسکے بعد کہا ہے واذا ثبت الامامۃ
بالقھر والغلبۃ ثم جاء اخر فقھرہ انعزل وصار القاھر اماما ولا یجوز خلع الامام
بلا سبب ولو خلعوہ لم ینعقد وان عزل نفسہ فان کان یعجز عن القیام بالامر انعزل
والا فلا ولا ینعزل الامام بالفسق والاغماء (ترجمہ) امامت چند طرح سے منعقد ثابت
ہو سکتی ہے ایک طریقہ یہ ہے کہ اہل حل وعقد علما اور روسا اور سربرآوردہ لوگوں میں سے جو لوگ
آسانی سے حاضر ہو سکیں انکی بیعت کر لینے سے وہ شخص امام ہو جاتا ہے جسکی یہ بیعت کریں اس
بیعت کنندہ لوگوں میں نہ کسی خاص تعداد کی شرط ہے نہ اس بات کی شرط ہے کہ جو لوگ مختلف

شہروں میں چھٹکے ہوئے ہیں وہ سب جمع ہوں بلکہ اگر کوئی ایسا شخص جسکی لوگ اطاعت کرتے ہوں
تنہا بھی بیعت کرے تو امامت کے ثابت ہونے کے لیے کافی ہے - دوسرا طریقہ اثبات امامت کا
یہ ہے کہ پہلا امام دوسرے کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد بنائے شوریٰ کا مقرر کرنا بھی خلیفہ ہی بنانے
کے قائم مقام ہے مگر تفرقہ یہاں اتنا ہے کہ خلیفہ معین نہیں ہوتا بلکہ لوگ آپسمیں ملکر مشورہ اور مشورہ
کرتے ہیں اور ایک شخص پر اتفاق کر لیتے ہیں بس وہ ہی خلیفہ اور امام ہو جاتا ہے اور جب امام اپنے کو
اس منصب سے علیحدہ کرے تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ جیسے وہ مرگیا تو امامت ولیعہد کی طرف منتقل ہو جائیگی
تیسرا طریقہ اثبات امامت کا یہ ہے کہ کوئی شخص لوگوں پر قہر و غلبہ کے جہت سے تسلط کرے تو وہ امام
ہو جائے گا پس اگر کوئی امام مرجائے اور وہ شخص امام بننے کے لیے اٹھے جسمیں امامت کے شرائط موجود
ہوں حالانکہ نہ اس سے کسی نے بیعت کی ہو نہ پہلے نے اسکو اپنا جانشین بنایا ہو بلکہ اس نے لوگوں
کو دبالیا ہو تو وہی خلیفہ ہو جائے گا (اور وہی امام ہو گا) اگر یہ امام فاسق بھی ہو یا جاہل بھی تو بنا بر
فتویٰ وہ اس قہر و غلبہ کے بعد امام ہو جائے گا اگر کسی کے لیے امامت قہر و غلبہ سے ثابت ہو جائے
پھر دوسرا شخص آجائے جو پہلے امام کو دبالے تو جو مغلوب ہو گیا وہ امامت سے معزول ہو جائیگا اور جو
غالب آیا ہے وہ امام ہوگا اور امام کا علیحدہ کرنا بلا سبب امامت سے جائز نہیں ہے اور اگر وہ اسے
خلع کر دینگے تو اسکا انعقاد نہ ہوگا اور اگر امام خود اپنے نفس کو خلع کر کے امامت سے کنارہ کشی کرے (تو اسمیں
تفصیل ہے) اگر وہ امامت کے فرائض انجام ہی نہیں دے سکتا تب تو معزول ہو جائے گا ورنہ معزول
نہ ہوگا اور امام فسق کرنے کی وجہ سے معزول نہیں ہو سکتا - چونکہ اسوقت میں ان عبارتوں کے نقد کا
ارادہ نہیں رکھتا اسلیے جو کچھ امام کی تعریف سے سمجھ میں آیا ہے اسے الگ لکھتا ہوں تاکہ مطلب سمجھنے
میں ناظرین کو الجھن نہ ہو - وہ یہ ہے کہ امام وہ ہے جس سے کوئی بیعت کرلے (اگر ہامان فرعون سے
بیعت کرلے تو وہ امام ہو جائے گا) یا وہ ہے جسے پہلے امام نے معین کر دیا جیسے حضرت عمر کو حضرت
ابوبکر نے یا مشورہ سے وہ معین ہوا ہو جیسے حضرت عثمان یا قہر و غلبہ سے امام ہو گیا ہو جیسے
معاویہ و یزید وغیرہ اور امام میں عدالت شرط نہیں کیونکہ امام کا فاسق ہونا امامت کو مضر نہیں لہٰذا

اگر امام زانی سارق لوطی متجاہر بالفسق ہو تو وہ امام واجب الطاعۃ ہی رہے گا - جب یہ تعریف امامت ہوئی تو کیا میں اپنے مخاطب سے پوچھ سکتا ہوں کہ کیا ایسا ہی امام بنانے کا وعدہ خدا نے اپنے خلیل سے فرمایا تھا غالباً آپ اسے اپنے تدین کے لحاظ سے قبول نہ فرمائیں اور اگر آپ کہیں کہ ہاں ایسی ہی امامت تو پھر آپ کو درگاہ باری میں یہ عرض کرنے کی جرأت ہو سکے گی کہ چار طریقہ امام ہونے کے ہیں جو اوپر گزرے پانچواں طریقہ یہ کہ تو بھی امام بنا سکتا ہے یہ ہرگز مذکور نہیں لہذا کوئی حق انی جاعلک اماماً کہنے کا نہیں اتنا آپ کہدیں اور کیوں نہ کہیں جب علما تعریف امامت میں اسکے اثبات کے طریقہ صرف چار میں منحصر کرتے ہیں تو یہ پانچواں طریقہ آپ کا ہے کو تسلیم کیجیے گا اور غالباً یہی وجہ ہے کہ جناب امیر کی خلافت سے آپ حضرات انکار کرتے ہیں کیونکہ وہ خلق کے بنائے ہوئے امام نہ تھے بلکہ وہ خدا کے بنائے ہوئے امام تھے = اور گویا یہ پنچایتی فیصلہ ہے کہ جو جسکو بنائے وہی اسکو مانے جسے خلق امام بنائے اسکو خلق مانے اور جسکو خدا بنائے اسے خدا جانے - اس تعریف کے باطل ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ قرآن میں جہاں جہاں امام یا ائمہ ہے کہیں یہ معنی لغو نہیں لیے جاسکتے اسلیے بادب عرض کیا جاتا ہے کہ آپ اس آیت میں امام کو اس تعریف کے لحاظ سے نہ ملاحظہ فرمائیں جو آپنے اپنے امامت خانہ ساز کے لیے بنائی ہے بلکہ آپ امامت کو اس نظر سے ملاحظہ فرمائیں جن معنائے صحیح میں جناب باری نے استعمال فرمایا ہے اسی تعریف امامت کے ہم معنی اور بھی علماء اہلسنت کی عبارتیں ہیں جنکو تطویل کے لحاظ سے ترک کرتا ہوں اگر آپ ان کے سننے کی بھی خواہش فرمائیں گے تو ہرگز دریغ نہ کیا جائیگا

اچھا یہ تو خانہ ساز امامتیں تھیں ان کا تعلق قرآن سے نہ ہو سکتا ہے اور نہ وہ کبھی الفاظ قرآن پر منطبق ہو سکتی ہیں بلکہ ابھی ابھی ہر ناظر کی نظر سے گزرا کہ امامت اہلسنت اور امامت قرآن پاک میں کھلی ہوئی تنافی ہے وہ خلق کی بنائی ہوئی ہے جسمیں خدا کو دخل نہیں ہے اور یہ خدا کی بنائی ہوئی ہے جسمیں بندوں کو دخل نہیں ہے اب آؤ اُس روحانی مذہب کی طرف چلیں جہاں خدا کے سوا بندوں کو کوئی دخل نہیں دیکھیں انکی تعریف آیت پر منطبق ہوتی ہے یا نہیں علامۂ حلّی علیہ الرحمۃ والرضوان نے کتاب نہج المسترشدین میں تعریف امامت ان الفاظ سے کی ہے الفصل الساد عشر

فی الامامۃ وفیہ مباحث الاول الامامۃ ریاسۃ عامۃ لشخص من الاشخاص فی امور الدین والدنیا یعنی گیارھویں فصل بیان امامت میں ہے اسمیں چند بحثیں ہیں پہلی یہ ہے کہ امامت عام ریاست اور سرداری ہے جو کسی شخص کے لیے ثابت ہو دُنیا کے امور میں بھی اور دین کے امور میں بھی اس عموم ریاست سے دو عموم مراد ہیں ایک یہ کہ کوئی شخص اسکی سرداری سے مستثنے نہو بلکہ وہ سب کا سردار اور رئیس اور واجب الاطاعت ہو اور دوسرا یہ کہ ریاست دنیا و دین کے تمام امور کے لیے عام ہو فقط دنیا ہی کے لیے اسکی حکومت نہو یا فقط دین ہی کے لیے نہو بلکہ دونوں کے لیے ہو اور جناب سید العلما کی عبارت حدیقہ میں یہ ہے کہ گاہ است کہ امامت را طلاق می کنند بر ریاست عامہ دینیہ و دنیویہ علے الاطلاق چنانکہ پروردگار جلیل درباره ابراہیم خلیل می فرماید واذا بتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن قال انی جاعلک اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عھدی الظالمین وران ہنگام کہ ابراہیم را پروردگار بآزمایش درآورد بچند کلمہ یا چند خصلت پس بانجام رسانید ابراہیم انہارا او تعالی از غایت رحمت فرمود پس بدرستیکہ من میگردانم ترا از برائے خلق امام و پیشوا عرض کرد کہ اُمید دارم کہ از ذریت من نیز امامان باشند پس حقتعالی درجواب ارشاد فرمود کہ ورنمی یابد عہد مرا کہ امامت باشد احدے از ظلم کنندگان انتہی - صرف خیال تطویل سے دو عبارتوں پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ علمائے شیعہ کے مقالات متعددہ اس باب میں دفتروں کے محتاج ہیں - بہرحال یہ معنی جو تعریف امامت میں ہم نے علمائے اہل تشیع کی زبان سے نقل کیے آیۂ کریمہ ان معنوں کے قبول کرنے سے انکار نہیں کرتا جیسا کہ صاحبان عقل پر مخفی نہیں ہے اسلیے کہ ہم بھی قائل ہیں کہ نصب امام خدا پر واجب ہے وہ بھی انی جاعلک اماما میں امام بنانے کو اپنی ہی طرف منسوب کرتا ہے لہذا ریاست عامہ کا عطا کرنا جناب باری کا کام ہے اور جب تک یہ منصب وہ عطا کرے اسوقت تک دُنیا پر کسی کی اطاعت واجب نہیں ہوسکتی یہ بات بالکل بدیہی ہے کہ اگر آپ اپنے بنائے ہوئے امام کی اطاعت واجب فرمائیں اور اسے مفترض الطاعۃ قرار دیں تو خدا پر یہ بات واجب نہوگی کہ اس بنائے ہوئے امام کی مخالفت کی وجہ سے وہ کسی شخص پر عقاب کرے کیونکہ اسنے تھوڑی ہی بنایا ہے یہ تو خلق نے بنایا ہے جنکو اس منصب الٰہی کا اپنے ہاتھ میں لینا شرک واضح تھا مخالف پر

عذاب کرنے سے اولیٰ ہوگا کہ ان لوگوں پر عقاب کیا جائے جنھوں نے خدا کے کام کو اپنا کام سمجھ کر قبضہ کرلیا یہی وجہ ہے جو اہل تشیع اس مقام پر اپنی آزادی کا ثبوت دیتے ہیں فافہم)

اور جب لغوی معنی امام اور اصطلاحی معنی امام دونوں اس جگہ بن سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ امامت سے نبوت مراد لی جائے۔ اگر امامت کے معنی نہ بن سکے تو ہم ظاہر لفظ چھوڑ دیتے لیکن جب بن سکتے ہیں تو کوئی وجہ ظاہر سے عدول کرنے کی نہیں ہے۔

(ایک غضب کی ہوشیاری)

یہ بات ارباب علم پر پوشیدہ نہیں ہے کہ ظاہر سے عدول کرنا اسوقت تک جائز نہیں ہے جب تک ظاہر پر حمل کلام کرنے میں کوئی وجہ بالدفع خرابی نہ لازم آتی ہو جیسے ہم نے ید اللہ فوق ایدیھم میں سے عدول کیا کیونکہ دلیل عقلی نے اس سے ہمیں روک دیا ہے کہ ہم خدا کے لیے واقع میں ہاتھ ثابت کریں لیکن جہاں ایسا نہوگا وہاں ظواہر کتاب حجت ہیں پھر جب یہ ہے تو اہلسنت نے یہاں کیوں امامت سے نبوت مراد لی۔ ہم اس گتھی کو کھولے دیتے ہیں تاکہ وہ پردے جو بڑی محنت اور غور و فکر سے چہرۂ مطلب پر ڈالے گئے تھے آسانی سے چاک ہوجائیں بات یہ ہے کہ نبوت کو اہلسنت تسلیم کرتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے ہے اور وہی نبی اپنے انتخاب سے بھیجتا ہے مگر امامت کو خدا کی طرف سے نہیں تسلیم کرتے بلکہ اسے اپنے اختیار کی بات سمجھتے ہیں جب قرار داد مذہب یہ تھا اور قرار داد قرآن یہ ہوا کہ امامت بھی خدا کی طرف سے ہے کیونکہ ارشاد ہوا کہ انی جاعلک للناس اماما (میں تمھیں لوگوں کے لیے امام بناؤں گا) اس آیت نے مذہب پر اوس ڈال دی اور جو کچھ جماعتوں نے ملکر کام کیا تھا وہ سب تجلی برق قرآنی سے جل کر رہ گیا اور دنیا دیکھ رہی تھی کہ خدا کے قول کے خلاف مذہب اہلسنت کا عملدرامد ہے اسلیے قرآن میں تاویل کی ضرورت ہوئی اور امامت سے نبوت مراد لے لیگئی اب تو مذہب سالم رہا اور اب تو امامت خدا کی طرف سے نہوئی۔ کاش ان علماء اہلسنت سے کوئی کہدے کہ آپ کو کون سا حق تھا کہ آپ نے امامت کی جگہ نبوت رکھ دی اور پھر آپ کے ہاتھ میں اس مطلب کے اثبات کے لیے نہ کوئی آیت نہ کوئی حدیث یہ ہے وہ جرأت جو سوائے اس مذہب کے اسلامی فرقوں میں نظر نہیں آتی فافہم

لوگوں کا تو یہ کام ہے کہ وہ دلیل کے پیچھے چلتے ہیں لیکن خدا سے نہ ڈرنے والوں کا یہ کام ہے کہ وہ دلیل کو اپنے پیچھے چلاتے ہیں نہ معلوم ایسے لوگ کس راستے سے منزل پر پہونچ سکتے ہیں۔ قرآن اسلیے اُتارا گیا تھا کہ لوگ اسکی پیروی کریں وہ اسلیے نہیں اُتارا گیا تھا کہ لوگ اسے اپنا پیرو بنائیں اسلیے ہمیں کہنے کا موقع مل گیا کہ تم نے قرآن میں تحریف کی۔

اب آپ سمجھے کہ ہم نے امامت سے نبوت کیوں مراد نہیں لی جناب نے یہ عبارت بھی لکھی ہے مولینا سید سبط حسن صاحب نے آیت مذکورہ سے جن دو باتوں کو ثابت کرنا چاہا ہے ان میں سے ایک بھی ثابت نہیں ہے اسلیے کہ آیت مذکورہ میں امام سے نبی مراد ہے (اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ کیوں مراد ہے اسکے بعد اب کوئی حق نہیں ہے کہ آپ قرآن کی تفسیر بالراے فرمائیے) تو کیا حضرت ابراہیم کو اس سے پہلے نبوت کا ملنا قرآن شریف میں کہیں مذکور نہیں ہر یہ تو نہ فرمائیے یہ جو اُنکا ابتلا ہوا تھا وہ احکام کس کی زبانی ان تک پہونچے تھے کیا کسی رسول نے ان تک پہونچایا تھا یا خدا نے اگر امر اول ہے تو اس پیغمبر کا نام بتائیے جسکی اُمت میں شیخ المرسلین اور ابوالانبیا جناب ابراہیم تھے اور اگر امر دوم ہے تو نبوت کا ملنا ثابت پھر آپ اور کیا چاہتے ہیں اب بھی نہ مانیے تو میں آپ کے امام فخر الدین رازی کا قول بیان کروں چنانچہ وہ فرماتے ہیں وقال اٰخرون انہ بعد النبوۃ لانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لایعلم کونہ مکلفا بتلک التکالیف الامن الوحی فلابد من تقدم الوحی علی معرفتہ بکونہ کذلک اجاب القاضی عنہ بانہ یحتمل انہ تعالیٰ اوحی الیہ علی لسان جبرئیل علیہ السلام بھذہ التکالیف الشاقۃ فلما تمم ذلک جعلہ نبیا مبعوثا الی الخلق۔ یعنی دوسرے لوگوں نے یہ کہا ہے کہ امام بنانے کا وعدہ نبوت عطا کرنے کے بعد تھا کیونکہ جناب ابراہیم کو یہ علم کہ میں ان کلمات کے ساتھ مکلف ہوں اور ان شاق تکلیفوں پر مجھے عمل کرنا پڑے گا بنا بات خاص تنہا بلکہ ضرور ہے کہ بعد وحی ہوا ہو اور جب وحی مسلم ہوئی تو آپ سے آپ نبوت مسلم ہوئی قاضی نے اسکا جواب یوں دیا ہے کہ اس بات کا احتمال ہے کہ خدا نے (فرشتۂ وحی) جبرئیل کی زبانی وحی میں ان شاق تکلیفوں کو بیان کیا ہو اور جب جناب ابراہیم نے ان تکلیفوں پر عمل کر لیا ہو تو ان کو خلق کی طرف

نبی بناکر مبعوث کیا ہو انتھی اب آپ نے یہ ملاحظہ فرمایا کہ آپ کے علما کی شہادت سے یہ بات
ثابت ہوگئی کہ ایک گروہ ایسا موجود ہے اور تھا جو اس بات کا قائل تھا کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کو
اس عہدۂ امامت دینے کے پہلے نبوت حاصل تھی پھر جب حاصل تھی تو تحصیل حاصل محال ہے لہذا وعدۂ
عطائے امامت نبوت کے علاوہ ہوگا اور یہی مراد تھی اور اسمیں میرے ذمہ پر جو بات ہمارے مہربان نے عائد
کی تھی وہ طے ہوگئی اور بحمد اللہ میرا ذمہ فارغ ہوگیا یہ نہ کہیے گا کہ وہ دوسرا قول بھی تو موجود ہے جسمیں
امامت سے مراد نبوت لی گئی ہے اسلیے کہ وہ قول قابل اعتنا نہیں ہے کیونکہ اسمیں نہ کوئی عقلی دلیل
مذکور ہے نہ نقلی دلیل سے اسکا اثبات کیا گیا ہے بخلاف اس قول کے جسمیں امامت سے مراد نبوت
نہیں لی گئی اور اس مطلب پر ایک متین استدلال بھی موجود ہے اب تا وقتیکہ اس استدلال کا کوئی
جواب نہ دیا جائے اسوقت تک اسکے خلاف پر عمل ہرگز صحیح نہیں ہوگا رہ گیا قاضی کا جواب
جسکو امام فخر الدین رازی نے نقل کیا ہے اگر وہ واقعی جواب ہے تو اسکو یوں ہونا چاہیے کہ نبوت اس
وعدہ کے پہلے جناب ابراہیم کو حاصل نہ ہو کیونکہ اس گروہ نے یہی استدلال کیا ہے کہ نبوت اس وعدے
کے پہلے حاصل تھی اب جواب میں صرف یہی بات نفی کرنے کے قابل ہے لیکن قاضی معترف ہے کہ پہلے
جبرئیل علیہ السلام کی زبانی بذریعہ وحی ان تکلیفوں کی اطلاع دی بعد میں آپ کو مبعوث کیا اسمیں
نہایت صاف چہرۂ مدعا نظر آرہا ہے کہ نبوت قبل امامت حاصل تھی کیونکہ جبرئیل امین کا کسی کے
پاس وحی لے کر آنا اس سے زائد نبوت کے لیے کسی چیز کی ضرورت نہیں یہ تقریر تو اسوقت کی ہے جب
ہم قاضی کے جواب کو جواب سمجھیں جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے اعتراف کیا ہے لیکن در حقیقت
میری رائے میں اس تقریر کا جواب نہیں ہے بلکہ وہ نبوت کے مراد لینے سے فرار ہے جب ان لوگوں نے جو نبوت کو
قبل سے حاصل تسلیم کرتے ہیں اسکے حصول پر ایک متین استدلال قائم کیا جس سے یہ بات اچھی طرح
ثابت ہوگئی کہ امامت کے وعدہ سے نبوت کا ارادہ نہیں ہو سکتا تو قاضی کو اضطراب ہوا اور متانت
استدلال نے اسکو نبوت کے ارادہ کرنے سے روکا تو اس نے اس مطلب سے فرار کیا اور کہا کہ وعدۂ امامت
سے بعثت نبی مراد ہے نہ نبوت تو اس تقدیر پر امام سے مراد بعثت نبی ہوگی اور نبوت بعثت سے پہلے مسلم ہے

حقیقت میں امام فخر الدین رازی کی سمجھ میں نہیں آیا کہ قاضی کا کیا مقصد ہے انھوں نے اسکو جواب فرض کر لیا حالانکہ وہ جواب نہیں بلکہ فرار ہے۔ خیر اس صورت میں بھی قاضی کا مطلب حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ بعثت کے بعد پیغمبر کے لیے ریاست عامہ حاصل ہو جاتی ہے اور یہی معنا ے امامت ہیں اور یہی امامت کے ایسے ہیں جو نبوت کے ساتھ جمع ہو سکتے ہیں اور نبوت سے علیحدہ بھی پائے جا سکتے ہیں لہذا یہ نہ ثابت ہوا کہ امامت سے مراد نبوت ہے اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ عام سے خاص مراد لیا جاے کیونکہ اس صورت میں مجاز لازم آئے گا اور یہ ثابت ہے کہ مجاز وہیں مسلم ہوگا جہاں حقیقت نہ بن سکے پھر کوئی وجہ نہیں کہ مجاز کا ارادہ کیا جائے۔ اسکے علاوہ قاضی نے یہ تیسرا احتمال بڑا اُٹھائی ہے اور احتمال اس قابل نہیں کہ مذہب کی اساس واقع ہو۔ آپ میں اپنے مخاطب کی عبارت کے ہر جُز کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں قرآن شریف میں کہیں بھی اسکا ذکر نہیں اگرچہ یہ ہم بتا چکے کہ مذکور ہے اور بدلالت التزامی مذکور ہے تاہم میں یہ بھی کہوں گا کہ کیا قرآن میں اسکا تذکرہ ہے کہ نبوت ابتک نہیں ملی تھی جس طرح صراحۃً نبوت کے ملنے کا ذکر نہیں ہے ویسے ہی نبوت کے نہ ملنے کا بھی تذکرہ نہیں ہے پھر جب دونوں کا تذکرہ نہوا تو آپ نہ ملنے کو ملنے پر کیوں مقدم رکھتے ہیں۔ نیز یہ بھی آپ سے پوچھنے کی بات ہے کہ کیا جو چیز صراحۃً قرآن میں نہو وہ کسی اور دلیل سے ثابت نہیں ہو سکتی اگر ایسا ہے تو کم سے کم تراویح کی نماز کو توڑ جانا چاہیے کیونکہ اس سے قرآن وسنت دونوں خالی ہیں" فرماتے ہیں " بقول مولینا کے اگر نبوت کا پہلے سے ملنا مان لیا جائے تو ایک بڑا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ کیا نبوت قبل امتحان کے مل گئی تھی" یہ تو مولینا کا قول نہیں آپ کا قول ہے اور یہ اعتراض کیوں ہونے لگا کیا قرآن میں بقول آپ کے کہیں اسکا تذکرہ ہے کہ امتحان کے قبل نبوت نہیں دیجاتی یہ تو آپ اعتراض کر سکتے ہیں ہم تو کہتے ہیں اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ خدا بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کہاں قرار دیتا ہے نبوت کے دینے کے لیے صرف علم باری کافی ہے وہ اس بات کو جانے کہ محل صلاحیت عطاے نبوت رکھتا ہے بس یہی شرط ہو اسکے علاوہ کوئی شرط نہیں اس ایک بات میں تمام چیزیں مندرج ہیں ثابت ہوا کہ یہ چھوٹا سا اعتراض بھی نہیں

چہ جائیکہ بڑا اعتراض ہو۔ قولہ علاوہ ازیں میں دیکھتا ہوں کہ آیات قرآنیہ میں خدانے اولاد ابراہیم میں جسکو بھی ہدایت کا امام بنایا وہ نبی ضرور تھا" پھر تو یہ کس نے کہا تھا کہ یہ امامت نبوت کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی ہم تو امامت کو نبوت سے عام تسلیم کرچکے ہیں جب غیر نبی میں بشرطیکہ وہ معصوم ہو امامت پائی جاسکتی ہے تو نبی میں اگر یہ امامت بایں معنی پائی جائے تو کون سا مضائقہ ہے یہ آپ والی امامت تو نہیں ہے جو سوا خطا کاروں کے ارباب عصمت میں نہ پائی گئی نہ پائی جاسکتی ہو یہ ہماری مانی ہوئی امامت ہے جو برابر نبوت کے ساتھ جمع ہوسکتی ہے کیونکہ اس امامت میں اور نبوت میں کسی قسم کی منافات نہیں ہے قولہ اولاد ابراہیمی میں جن جن لوگوں کے لیے قران مجید میں لفظ امام آیا ہے ہر جگہ امام بمعنی نبی ہے" یہ غلط ہے ہاں یہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ دونوں منصب جمع نظر آتے ہیں یہ اور بات ہے" اور یہ کہ امامت نبوت کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے اسپر دلیل چاہیے اور ہم سابق میں ثابت کرچکے کہ نبوت پہلے مل چکی تھی پھر امامت کا وعدہ کیا گیا اور اسکا دلیل مغائرت ہونا واضح ہے قولہ چنانچہ سورہ انبیا رکوع ۵ میں ہے ووھبنا لہ اسحٰق ویعقوب نافلۃ وکلا جعلنا صالحین وجعلنا ھم ائمۃ یھدون بامرنا اور بخشا ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب دیا انعام میں اور سب کو نیک بخت کیا اور ان کو امام بنایا جو ہدایت کرتے ہیں ہمارے حکم سے" سبحان اللہ صالحین کا ترجمہ نیک بخت کتنا اچھا ترجمہ ہے یہ ترجمہ مردوں کے لیے زیبا نہیں چہ جائیکہ انبیا کے لیے زیبا ہو مہربانی کرکے اسکا ترجمہ نیکو کار آئندہ سے فرمایا کیجیے قولہ اس آیت میں امام سے نبی کا ہونا بالکل ظاہر ہے" چونکہ آپ اسی شبہ میں مبتلا ہیں اسلیے آپکے نزدیک ظاہر ہے ورنہ عام سے خاص کا مراد ہونا غیر ظاہر ہے۔ قولہ اسی طرح جتنی آیتوں میں سے کسی کو امام کہا گیا ہے ہر جگہ نبی کے معنی چسپاں ہیں" چسپاں ہونے سے کام نہیں چلتا بلکہ دلیل سے ثابت کرنا چاہیے کہ امامت کے معنی نبوت کے ہیں یوں تو جہاں انسان ہوگا وہاں حیوان کہنا صادق ہوگا لیکن اسکے معنی یہ نہیں ہیں کہ انسان کے معنی حیوان کے ہیں آپ کا استدلال بالکل ایسا ہے جیسے آپ کہیے کہ جہاں انبیا ہوں گے وہاں صالحین کے معنی چسپاں ہیں اسلیے انبیا اور صالحین ایک ہی چیز ہے اور یہ غلط ہے جسپر ہر صاحب عقل

شاہد ہے قولہ اب یہ ثابت کرنا مولانا کے ذمہ ہے کہ ذریت ابراہیمی میں خدا نے کسی کو امام کہا ہو اور وہاں امام سے نبی مراد نہو" میری رائے میں مولنا کو تکلیف کیوں دیجیے کیونکہ وہ تو ان دونوں (نبوت اور امامت) کے درمیان میں منافات کے قائل نہیں ہیں اگر آیات قرآنی میں اولاد ابراہیمی میں دونوں جمع ہیں تو چشم ما روشن دل ما شاد ظالم ذریت کو بھی نہیں غیر ظالم بھی لہذا دعائے جناب ابراہیم ان کے حق میں مستجاب ہوگئی اور نبوت کے ساتھ ساتھ امامت بھی مل گئی ہاں اپنے مولانا شاہ عبدالعزیز سے پوچھیے تو وہ تحفۂ اثنا عشریہ میں ایک عبارت لکھ دیں گے جس سے آپکی تسکین تام ہو جائے گی چنانچہ صفحہ ۲۰۰ مطبوعہ ثمر ہند میں یہ عبارت تحریر فرماتے ہیں "شیعہ خصوصاً امامیہ و اسماعیلیہ گویند کہ عصمت از خطا در علم و از گناہ در عمل بمعنی امتناع صدور کہ خاصۂ انبیا است شرط امامت است و این عقیدۂ ایشاں مخالف کتاب و عترت است و اما الکتاب فقولہ تعالیٰ ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا پس طالوت امام مفترض الطاعۃ بود بنصب الٰہی و بالاجماع معصوم نبود بلکہ آخرہا معاملہ کہ با حضرت داؤد کرد در عدالت او قدح میکرد چہ جائے عصمت" محصل ترجمہ یہ ہوا کہ شیعہ خصوصاً فرقۂ امامیہ اور اسماعیلیہ اس بات کے قائل ہیں کہ علم میں خطا کا نہونا اور عمل میں گناہ کا نہونا (باین معنی کہ خطا و گناہ کا صدور محال ہو) جو انبیا کی مخصوص باتیں ہیں امامت میں بھی شرط ہیں اور اہل تشیع کا یہ عقیدہ) کتاب کے بھی مخالف ہے اور عترت کے قول کے بھی مخالف ہے قرآن کی مخالفت تو یوں ہوئی کہ خدا ارشاد فرماتا ہے کہ (بدرستیکہ خدا نے تمہارے طالوت کو بادشاہ بناکر مبعوث کیا) پس طالوت امام مفترض الطاعۃ تھا اور خدا کے طرف کا نصب کیا ہوا آدمی تھا اور انکے معصوم نہونے پر اجماع ہے بلکہ آخر میں جو معاملہ ان کا جناب داؤد کے ساتھ ہوا اس سے طالوت کی عدالت میں بھی قدح ہو سکتی ہے چہ جائیکہ انکی عصمت ثابت ہو) یہ تھی عبارت تحفہ جس کا ان الفاظ میں ترجمہ کیا گیا چونکہ شیعوں کے یہاں طالوت کی امامت مسلم نہیں اسلیے جو کچھ شاہ صاحب کی تحریر سے مستفاد ہوا وہ یہ ہے کہ ان کو طالوت کی امامت کا اعتقاد ہے اور کتاب کے اس آیت کو وہ مثبت امامت سمجھتے ہیں حالانکہ طالوت کو وہ نبی نہیں سمجھتے

اسلیے یہ بات مخفی نہیں رہی کہ نبوت و امامت میں تلازم نہیں رہا بس یہ عبارت آپکے لیے انشاءاللہ تسکین دہ ثابت ہوگی کیونکہ یہ ایک ایسی آیت ہوئی جہاں امام سے نبی مراد نہوا اور اگر جناب اب بھی نہ مانیں اور شاہصاحب کی بات کو ہماری طرح آپ بھی غلط سمجھیں تو میں قرآن مجید کی دوسری آیت کی تلاوت کروں اور وہ یہ ہے پارۂ وما من دابۃ ۱۲ رکوع دوم میں ہے افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ ومن قبلہ کتاب موسی اماماً ورحمۃ کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے ایک ظاہر و روشن دلیل پر ہو اور اسکے بعد اسکا ایک گواہ آتا ہو جو اسی کا جزو ہو اور اس سے پہلے اس کی گواہ موسیٰ کی کتاب تھی جو امام واجب الاقتدا اور رحمت تھی" کیا جناب اس امام سے بھی نبی مراد لیں گے اگر آپ نبی مراد لے سکیں تو آپ کم سے کم اس مطلب میں پکے ثابت ہونگے کہ جہاں امام ہے وہاں نبوت مراد ہے لیکن کمال افسوس ہے کہ آپ کتاب توریت کو نبی نہیں ثابت کر سکتے اگر جناب اس آیت پر اکتفا نہ فرمائیں تو دوسری آیت اور ہے اور وہ سورۂ یٰسین میں ہے وکل شیٔ احصیناہ فی امام مبین اس میں بھی آپ کے مفسرین نے لکھا ہے اسمیں نبی کو مراد نہیں لیا کیونکہ وہ لکھتے ہیں کہ لوح محفوظ مراد ہے اب تو آپ غالباً مجھے سبکدوش سمجھینگے اور آیندہ امامت سے نبوت مراد لینے میں غور سے کام لیں گے۔ باقی آیندہ

اخبار شیعہ کا نوروز نمبر
آپ کس طرح مفت حاصل کر سکتے ہیں

رد موضوعات کلینی نمبر ۱

از مولوی شیخ اعجاز حسین صاحب ایونی ام مجتہد

النجم جلد ۳ نمبر ۴ مین مضمون موضوعات کلینی چشم دجال کے مانند خونی چمک دکھا رہا ہے جو فہم مدیر کی دلیل بین ہے۔ معترض نے ہماری کافی کو مثل بخاری مجموعہ موضوعات تصور کیا ہے۔ ہم اول اپنے دشمن کی قوت دماغیہ کا نتیجہ دکھاتے ہین پھر اوس کے مرض مالیخولیا کا علاج کرین گے

قول مدیر بے پیر ہم آج بعض روایات اصول کافی کو معیار عقل پر کس کے شیعی دنیا کو دکھاتے ہین کہ یہ روایتین خلاف عقل ہین اس لیئے وہ جھوٹی اور موضوع ہین ملاحظہ ہو۔

(۱) عن علی بن ابراهیم عن ابیه قال استاذن علی ابی جعفر علیه السلام قوم من اهل النواحی فاذن لهم فد خلوا فسئلوه فی مجلس واحد عن ثلثین الف مسئلة فاجاب علیه السلام وله عشر سنین

یعنی علی ابن ابراہیم کہتے ہین کہ امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت مین کچھ لوگ اہل نواحی سے حاضر ہوکر اذن دخول کے طالب ہوئے امام نے انکو اجازت دی پس وہ داخل ہوا اور ایک ہی جلسے مین تیس ہزار مسئلے اونہون نے پوچھے امام نے جواب دیا در آنحالیکہ جناب دس برس کے تھے۔

روایت مذکورہ بداہتہً باطل ہے کیونکہ اگر سوال و جواب کے لئے صرف ایک ایک منٹ رکھا جائے تو تیس ہزار منٹ درکار ہونگے لہذا وہ مجلس پانچسو گھنٹے قائم رہی ہوگی اتنے عرصہ مین نہ امام نے کوئی کام کیا ہوگا اور نہ جماعت نے اور ایسا ہونا خلاف عقل ہے لہذا یہ روایت جھوٹی اور موضوع ہے۔ استاد و شاگرد مین سے کسی ایک نے اس کو وضع کیا ہے۔

مین کہتا ہون مدیر نے اپنی اوندھی سمجھ کا نام عقل رکھا ہے پھر اپنی عقل کو احادیث کی صحت و سقم معلوم کرنے کا معیار بنایا ہے اور بیدھڑک حدیث صحیح کو موضوع بتایا ہے۔ روایت مذکورہ سے چند احتمال ظاہر ہوتے ہین مگر آپ کی سمجھ مین ایک ہی احتمال آیا ہے اوسی پر آپ جم گئے اور محال عقلی کے قائل ہوگئے۔ سچ ہے تعصب آدمی کو اندھا اور دیوانہ بنا دیتا ہے۔ چونکہ مدیر النجم کو ذریت رسول سے قلبی عداوت

ہوئیں نے حدیث مذکور مین امام علیہ السلام کا سن دس برس کا دیکھ لیا پھر آپ کی منزلت علیہ کا تصور کیا اور آتش حسد مین سوختہ ہوگئے۔

حضرت والا اگر روایت مین یون ہوتا کہ امام سے ایک ایک مسئلہ پوچھا گیا پھر امام نے ہر مسئلہ کا جدا جدا تفصیلی جواب دیا تو آپ مجلس امام کی اکیس روز مدت قرار دیکر اپنا فہمی استبعاد پیش کرسکتے تھے۔ مگر روایت مین تو آپ کی شومی قسمت سے یون ہے فسئلوہ عن ثلثین الف مسئلۃ یعنی امام سے اون لوگون نے تیس ہزار مسائل کے متعلق جواب دریافت کیا۔ اس فقرہ کے عقلا چند مطالب ہوسکتے ہین اور آپ صرف ایک ہی مطلب پیش کررہے ہین۔

پہلا احتمال یہ ہے کہ شیعون نے تیس ہزار مسئلے یکجائی لکھے ہوئے امام کی خدمت مین جواب کے لیے پیش کیے اور امام نے ایسی جامع تقریر فرمائی کہ سب مسئلے حل ہوگئے یا امام نے اصول بتا دیے اور فروع وہ لوگ خود بخود سمجھ گئے

دوسرا احتمال یہ ہے کہ شیعہ نے اپنے مسائل کا مجموعہ امام کے سامنے پیش کیا اور امام نے قوت اعجازیہ خداداد سے جوابات لکھدیے جس طرح حضرت امیر المومنین گھوڑے پر سوار ہوتے وقت قران شروع کرتے اور پشت فرس پر بیٹھتے تک ختم فرماتے تھے۔ ملا جامی نے امیر المومنین کی اس فضیلت خاصہ کو شواہد النبوۃ مین تسلیم کرلیا ہے لیکن آپ بوجہ اپنی عداوت کے جو خانوادۂ رسالت سے آپ کے قلب مکدر مین راسخ ہے اعجاز امام کو نہ مانین گے۔

تیسرا احتمال یہ ہے کہ جوابات پہلے سے تیار تھے مسائل پیش ہوتے ہی مجموعہ جوابات اون کو دیدیا گیا امام کے پاس سے جوابات کا مہیا نکلنا اور سوالات سے اونکا منطبق ہوجانا امر محال نہین ہے بلکہ امکانی بات ہے کہ دنیا مین ایسے واقعات ہوتے رہتے ہین۔

چوتھا احتمال ممکن ہے کہ وہ تمام مسئلے ایک ہی نوعیت کے ہون مثلاً تیس ہزار چیزون کے حلال یا حرام ہونے کے متعلق سوال کیا گیا ہو اور امام نے صرف ایک ہی جواب دیدیا ہو۔ اس صورت مین مجلس امام بہت جلد ختم ہوگئی ہوگی۔

پانچوان احتمال ممکن ہے کہ راوی نے چند مسئلون کی تعداد اس لئے تیس ہزار بتائی ہو کہ اونکی نوعیت ایسی عملی ہو کہ ہر مسئلے سے کئی کئی مسئلے ظاہر ہوتے ہون پس راوی نے اپنی فراست و ذہانت خداداد سے تمام فروع کا مجموعہ تیس ہزار سمجھکر عدد مذکور روایت کر دیا ہو۔ پھر امام نے بھی ہر ایک سوال کی جملہ شاخون کو مدنظر رکھتے ہوئے جوابات دیے ہون۔ کسی مختصر عبارت سے بکثرت چیزون کا استنباد اور استخراج عقل صافی کے لئے بعید از عقل نہین ہے۔ فخر رازی نے اپنی تفسیر سورہ حمد مین لکھا ہے کہ مین نے ایک جلسہ مین بیان کیا تھا کہ سورۂ حمد سے دس ہزار مسائل ماخوذ اور مستنبط ہوسکتے ہین میرے اس کلام کو حاسدون نے خلاف عقل تصور کیا تھا مدیر صاحب آپ بھی براہ حسد ہمارے اس احتمال کو خلاف عقل تصور فرمایئے۔

چھٹا احتمال جو سب سے زیادہ قوی ہے وہ یہ ہے کہ راوی نے عدد مذکور سے کثرت مسائل کیطرف اشارہ کیا ہے کلام عرب مین نیز ہر زبان مین اس قسم کے اعداد سے کثرت کیلئے کنایہ ہوتا ہے ہزارون لاکھون اور مثل اس کے دوسرے اعداد عرف خاص و عام مین تکیۂ کلام ہوتے ہین جس چیز کی کثرت دکھانی ہوتی ہے تو اونھین اعداد سے مبالغہ کیا جاتا ہے ایسا مبالغہ نہ غلط متصور ہوتا ہے اور نہ دروغ سمجھا جاتا ہے۔

آپ خود ایسے مبالغے کیا کرتے ہین۔ آپ نے النجم مین چند مرتبہ اپنا رٹا ہوا آموختہ سنایا ہے کہ شیعون کی دو ہزار حدیثون سے تحریف قرآن ظاہر ہوتی ہے۔ کیون مدیر صاحب بتلایئے کہ دو ہزار کا عدد آپ کے مذہب کی دلیل حقانیت ہی یا مبالغہ ہے یا کذب صریح ہی پہلی صورت کا ثبوت آپکے امکان سے باہر ہے دوسری صورت مین آپ کو ہمارے راوی کے مبالغہ پر سر تسلیم خم کر کے اپنی افترا پردازی سے توبہ کرنی پڑے گی آخری صورت مین ایسون کے لئے آیۂ لعنت موجود ہے ؛

وجوہ استحسان مبالغہ ہم آپ کی تسلی خاطر کے لئے تحریر کرتے ہین پہلی وجہ یہ ہے کہ جب آپکے امام احمد بن حنبل نے وفات پائی تو اون کے نائب خاص حضرت نووی اپنی کتاب

تہذیب الاسماء مین یون گہر ریزی فرماتے ہین کہ اوس دن بیس ہزار یہودی مسلمان ہوئے تھے تاریخ ابن خلکان مین بھی یہ کہانی موجود ہے -

کیون مدیر ذی عقل یہ روایت جو آپ کے امام کی کرامت پر مشتمل ہے آپ کی عقل مین اوتر گئی ہوگی اور آپ اس کی صداقت پر ایمان لائے ہونگے ورنہ آپکے امام نووی مستحق لعنت قرار پائینگے - اب فرمائیے کہ یہ بیس ہزار کا عدد مبالغہ ہی یا حقیقۃً مستعمل ہوا ہے - پہلی صورت مین ہمارے مبالغہ کے سامنے بھی سر عجز و نیاز جھکائے - اور دوسری صورت مین شمار کنندہ کا نام بتائیے - ہم بھی تو دیکھین کہ وہ خبر دہندہ اور شمار کرنیوالا آیا پانا نالہ کا کوئی غبی حلوائی ہے یا صادق اللہجہ ہی -

مدیر صاحب اگر دماغ مین عقل سلیم رکھتے ہو تو غور کرو اگر آپ تامل و تدبر سے کام لینگے تو آپکو اپنے امام کی کرامت نووی کی خبر ابن خلکان کی تائید چنڈو خانے کی کہانیون سے زیادہ وقیع نہ ثابت ہوگی - بیچارے احمد بن حنبل کو زندگی مین تو یہ دن نصیب ہوا کہ ایک یہودی کو بھی مسلمان بناتے مُردے مین یہ زور و طاقت کہ بیس ہزار قلعے فتح ہوگئے سچ ہے پیران نمی پرند مریدان می پرانند معلوم ہوتا ہی کہ نووی صاحب اور ابن خلکان نے یہ کہانی اپنے دل سے تراشی ہے - یہ امام نووی وہی بزرگ ہین جنھون نے صحیح مسلم کی شرح لکھی ہی "

استحسان مبالغہ کی دوسری وجہ آیہ قرآنی سے مستنبط اور تفسیر کبیر جلد ۸ تفسیر سورۃ المعارج ص۲۰۹ سے ماخوذ ہی - فخر رازی نے آیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ کے ذیل مین ایک احتمال کی بنا پر لکھا ہے کہ پچاس ہزار سال کی مدت سے مبالغہ روز قیامت کی درازی مراد لی گئی ہے -

کیون جناب آپکے امام نے پچاس ہزار کے عدد کو مبالغہ پر محمول کر لیا تو پھر ہم اپنے راوی کے تیس ہزار کے عدد کو مبالغہ کیون نہ سمجھین -

الغرض ہم نے آپ کے خرافات کا ازالہ کر کے ثابت کر دیا کہ ہماری روایت عقل کے خلاف نہین ہی لہذا موضوع اور غلط بھی نہین ہے - چونکہ آپ نے اپنی عقل کمند سے ہماری حدیث

ہو چکا ہے اس لئے آپ کی بات قابل اعتماد نہین ہو سکتی۔

مدیر صاحب دیکھیئے عقل کی بات یہ ہے کہ اول اپنی بخاری کو پاک و صاف کریئے اور اپنے مذہبی عیوب مٹا اور اپنے مذہب گندیدہ کے جراثیم ہلاک کیجئے تب دوسرے کی طرف آنکھ اُٹھائیگا ہمسے افسوس کی بات ہے کہ آپکے دماغ مین موضوعات کلینی تراشنے کا شوق پیدا ہو گیا لیکن آپنے ہفوات بخاری پر نظر نہ فرمائی۔ عذاب الله الباری علی راس البخاری کو آپنے ایک آنکھ نہین دیکھا تنقید بخاری کے مطالعہ سے آپنے جان چرائی۔ حد سارق سے آپنے محرف القرآن کو نہین بچایا۔ موضوعات بخاری کی تصویر آپ کی آنکھون سے اوجھل ہو گئی اور موضوعات کلینی لکھنے کا سودا آپ کے دماغ مین آگیا۔ توبہ توبہ نہ معلوم کس بہتے پر آپنے امر محال کا قصد کیا ہے تصویر النجم کا دوسرا پہلو لیجئے مدیر صاحب ہم آپکے مذہب کا اصلی چہرہ دکھلاتے ہین اور بطور نمونہ آپ کی موضوعات پیش کرتے ہین اگر رگون مین خون حمیت موجزن ہے اور دل مین غیرت اور چشم بے نور مین حیا باقی ہے تو سامنے آئے اور شیرون سے آنکھ ملائے۔ پھر اپنے موضوعات کے انبار دیکھیئے گا۔ سر دست ہم آپکے امام شوکانی سرگروہ وہابیہ کے قواعد مجموعہ کو اپنے سہام ملامت کیلئے آماجگاہ بناتے ہین۔ دیکھو کتاب خرافات کا صفحہ ۱۱۲ کہ یون اشک ریزی ہوئی ہے۔

ایکمرتبہ حضرت بوبکر کی خدمت مین جبرئیل و میکائیل حاضر ہوئے۔ جبرئیل کے ہاتھ مین ابریق طلائی پر از آب جنت اور میکائیل کے ہاتھ مین رومال دیبا تھا جبرئیل نے آپ کو آب وضو دیا اور میکائیل نے آپکے ہاتھ پاؤن پونچھے اوس لوٹے پر نقش تھا لا الہ الا اللہ الصدیق اکبر کیون جناب یہ تو بتایئے کہ وضو کے بعد ہاتھ منہ پونچھنے کا حکم آپ کے مذہب مین کیا ہے۔

افسوس نجدیون سے بڑی چوک ہو گئی کہ اس گروہ ضلالت نے کلمہ طیبہ مٹا کر اپنے لئے نیا کلمہ ایجاد کیا ہے یعنی لا الہ الا اللہ مالک یوم الدین کاشکہ یہ لوگ اپنے امام شوکانی کا مروی کلمہ اختیار کرتے تو حدیث پر بھی عمل ہوتا اور بدعت پرستی نہ ہوتی اور جناب صدیق کی یاد بھی تازہ رہتی۔

دوسری روایت جبکہ خدانے ارواح کو پیدا کیا تو روح ابوبکر کو سب سے مقدم رکھا۔ مدیر النجم صاحب کو مبارک ہو آپ کے خلیفہ حضرت آدم سے لیکر تا خاتم کل انبیاء سے مقدم ہو گئے۔

تیسری روایت آسمان پر خدا کراہت کرتا تھا کہ زمین پر ابوبکر سے کوئی گناہ سرزد ہو۔ مین کہتا ہون افسوس مدیر النجم کے آسمانی خدا کی کراہت حضرت ابوبکر کی آخر زندگی تک دور نہین ہوئی۔ وہ جناب کافر کے گھر مین پیدا ہوئے۔ چالیس سال کی عمر تک بت پرست و مشرک ہی خدا کراہت کرتا رہا۔ پھر جہاد سے بھاگے خدا نے کراہت کی۔ خیبر مین شکست کھائی خدا نے کراہت کی۔ اسامہ کے لشکر مین نہ گئے مخالفت رسول کے مرتکب ہوئے خدا نے کراہت کی۔ دفن رسول مین شریک نہ ہوئے خدا نے کراہت کی۔ دختر رسول کو ورثہ نہ دیا خدا نے کراہت کی۔ آپ کے سر پر شیطان رہتا تھا خدا نے کراہت کی آپ نے عمر صاحب کو خلیفہ بنایا خدا نے کراہت کی اس لئے کہ جب اجماع صحابہ معیار خلافت قرار پا چکا تھا تو پھر بے اصل استخلاف کیونکر مرضی خدا کے مطابق ہو سکتا ہی۔

چوتھی روایت رسول اللہ فرماتے ہین جبکہ ہم معراج کیلئے آسمان پر گئے تو ہم نے فرشتون سے کہا کہ میرے بعد علی ابن ابیطالب خلیفہ ہونگے یہ خبر سنتے ہی فرشتون مین ہلچل پڑ گئی آسمان مین شور برپا ہو گیا کہ ہرگز نہین ہرگز نہین یا رسول اللہ مشیت ایزدی ابوبکر کے سوا اور کسی کا خلیفہ ہونا پسند نہین کرتی لیجئے ناظرین فرشتون کی عصمت تشریف لیگئی کہ اونھون نے رسول اللہ کو جھٹلایا اور خلافت حضرت عمر و عثمان بھی رفو چکر ہوئے کہ دونون خلافتین مشیت خدا کے مطابق نہ تھین اب مدیر صاحب اس روایت کو موضوع اور جھوٹا تسلیم کرین یا خلافت ثانیہ اور ثالثہ کی صداقت سے ہاتھ اوٹھائین۔

پانچوین روایت اگر ایک پلہ مین ایمان ابوبکر رکھا جائے اور دوسرے مین کل مخلوقات کا ایمان دھرا جائے تو پلہ ایمان ابوبکر جھکتا ہوا رہے گا۔

اے سبحان اللہ چشم بد دور خدا نظر بد سے بچائے کیا بے مثل ایمان ہی جس کے مقابلہ مین کل انبیاء و مرسلین اور فرشتون کا ایمان ہیچ ہے۔ آپ کے ایمان کے نیچے افضل مخلوقات الٰہی کا بھی ایمان دب گیا

کیون مدیر صاحب حضرت ابو بکر کے بیان مین اتنا بوجھ کہان سے آگیا تھا معلوم ہوتاہے چہل سالہ سنگ پرستی کی برکت سے وزن زیادہ ہوگیا ہوگا اور کوئی وجہ سمجھ مین نہین آتی شاید مدیر النجم کا روشن دماغ اس معمہ کو حل فرمائے لاحول ولا قوۃ الا باللہ

خدا سمجھے ان سے جنھون نے فضائل ثلثہ وضع کرکے دین مین رخنہ ڈالا ہے۔ خرافات مذکورہ کو شکوری اور شوکانی بندون کے سوا اور کوئی صاحب عقل تسلیم نہ کریگا۔

ردّ موضوعات کلینی ۲

گو تلبیس شاطرہ بدنما چہرہ کو زینت دیتی ہے لیکن حماقت ماب کی اوندہی رفتار ہے سچ ہے اندھا حاسد یہی چاہتا ہے کہ دنیا کی نگاہین پٹ ہوجائین " اندھے کو اندھیرے مین بڑی دور کی سوجھی۔ مدیر النجم کو دیکھئے کہ جب ہم خاموش رہین تو بازاروالی بڑھیا کیطرح بڑبڑاتے ہین طوفان بے تمیزی برپا کرتے ہین اور تو اور آپنے ہماری اصول کافی پر موضوعات کا الزام لگایا ہے ایک حدیث سے تو ہم انکی خرافات مٹا چکے۔ آج دوسری حدیث کے دامن سے اُنکی نجاست کذب کا ازالہ کرتے ہین لیکن اول تلبیس ابلیس ملاحظہ ہو۔ دیکھئے النجم جلد ۳ نمبر ۱۴

(۲) عن الاصبغ بن نباتۃ عن علی علیہ السلام قال ھبط جبرئیل علی ادم فقال یا ادم انی امرت ان اخیرک واحدۃ من ثلث فاخترھا ودع اثنتین فقال لہ ادم وما الثلث فقال العقل والحیاء والدین فقال ادم انی قد اخترت العقل فقال جبرئیل للحیاء والدین انصرفا ودعاہ فقالا لجبرئیل انا امرنا ان تکون مع العقل حیث کان قال فشانکما وعرج

(ترجمہ) روایت کے بعد جو کچھ اشک ریزی ہوئی ہے اُسکا ماحصل ہم لکھتے ہین یعنی اس خلاف عقل روایت کو کتاب العقل مین درج کرنا جناب کلینی کی عقلمندی ہے کوئی عاقل شیعہ اس حماقت کو امیر المومنین کی طرف منسوب کریگا کہ اس سے خود کے پہلے خلیفہ کا بے عقل وبے حیا و بیدین ہونا لازم آتاہے "

ازالہ | روایت مذکورہ کا راوی سہل بن زیاد ہی جو معتبر نہین ہے اس کی روایت ضعاف مین شمار ہوتی ہے تاہم نہ موضوع ہی اور نہ خلاف عقلی ہی ہان اگر مدیر النجم اس کو اپنی عقل کے مخالف سمجھین تو قصور فہم کی دلیل ہی۔ حماقت مآب صنعت علم سے کورے مراتب عقل سے ناواقف مدارج حیا سے بےخبر ہین ہان عیب چین کو نکتہ چینی کا مرض ہی لہذا ہم مدیر کی جہالت واضح کرنیکے لئے عقل حیا دین کے معانی لکھتے ہین ہمارے بیان سے ظاہر ہو جائیگا کہ آدم صفی اللہ اپنے ہبوط سے پہلے متصف بصفات مذکورہ تھے لیکن النجم کو مالیخولیا ہو گیا ہی۔

مراتب عقل اصطلاح عقلا مین عقل کا چند معانی پر اطلاق ہوتا ہے انہین کو صفات عقل بھی کہتے ہین پہلے معنی عقل وہ قوت دراکہ ہی جس کی وجہ سے انسان نیکی وبدی مین تمیز کر لیتا ہے اور حیوانون سے ممتاز ہو جاتا ہے اسی معنی سے عقل موجب تکلیف اور مدار ثواب و عقاب ہوتی ہے۔ یہ عقل انسان کے ہر طبقہ مین پائی جاتی ہی خواہ اعلی ہو یا ادنی۔ شریف ہو یا کمینہ ذہین ہو یا احمق امیر ہو یا غریب حجام ہو یا بھٹیارہ۔ کاکوری کے جولاہے اور پاٹا نالہ کے حلوائی بھی اس سے محروم نہین ہین ایسی قوت دماغیہ والا عاقل متصور ہوتا ہے ہان جس کسی کا دماغ اس سے خالی ہو وہ مجنون ہی اور دائرہ تکلیف سے خارج ہی۔

دوسرے معنی عقل اوس قوت کا نام ہی جس کی وجہ سے امور معاش کی تنظیم لغد شاہی کا نظام درست ہوتا ہے اس مرتبہ والی عقل کی دو قسمین ہین ایک عقل معاش دوسری نکرا یعنی اگر امور معاش کی تنظیم موافق شرع اور مطابق منشاء پروردگار ہو تو قسم اول کہلائیگی اور اگر اس کے خلاف عملدرآمد ہو تو اسکا نام نکرا ہوگا اسی کو شیطنت بھی کہتے ہین صاحب نکرا عوام الناس کے نزدیک گو عاقل ہی لیکن اہل حق ایسے شخص کو زمرۂ عقلاء مین شمار نہین کرتے ہین چونکہ یہ لوگ نیکی اور بدی مین امتیاز رکھتے ہین اور مکلف بھی ہین لہذا اس معنی سے یہ لوگ عاقل ہوئے لیکن اہل حق بوجہ اُنکی سطنت کے انکو نامعقول سمجھتے ہین۔

تیسرے معنی عقل وہ ملکۂ نفسانیہ اور کیفیت نورانیہ ہی جو انسان کو فعل خیر کیطرف راغب بناتی ہی اور برائیون سے بچاتی ہے عقل باین معنی کامل کہلاتی ہی۔ اس عقل کے بہت سے مراتب ہین سب سے اعلی

وجہ وہ ہے کہ نفس انسانی قوت شہوانیہ اور غضبیہ کے غلبہ سے محفوظ رہتا ہے نفس امارہ کی پیروی نہیں کرتا۔ اور تسلط شیطانی سے بری رہتا ہے۔ یہی عقل کامل موجب کمال ایمان ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے مومنین کاملین کی مدح قرآن میں آئی ہے۔ انہ لیس لہ سلطان علی الذین امنوا ان ہی حضرات کے کمال ایمانی پر نص جلی ہے یعنی شیطان کا غلبہ اور تسلط ایمان والوں پر نہیں ہوتا ہے۔ آیت مذکورہ کو مدنظر رکھتے ہوئے مدیر النجم کو لازم ہے کہ اپنے حضرت صدیق کے ارشاد ان لی شیطانا یعترینی میں غور کرکے آنجناب کو تسلط شیطانی سے بچا کر فہرست مومنین میں داخل فرمائیں۔

الحاصل ہر مکلف میں ایک ہی عقل ہوتی ہے لیکن بلحاظ مراتب و صفات اس کے چند نام رکھے گئے ہیں پس جو شخص پہلے معنے سے متصف ہے وہ عاقل بھی کہلائے گا اور مکلف بھی۔ اسی طرح دوسرے اور تیسرے معنی سے انسان کا عقل تکلیف سے اتصاف ضروری ہوگا۔

اس مطلب کی توضیح یوں بھی ہوسکتی ہے کہ تیسرے معنی کا حامل عقل کے پہلے دو درجوں کا ضرور حائز ہوگا اسی طرح دوسرے صفت کا موصوف پہلی صفت کے عقل سے متصف ہوگا۔ لیکن عکس ضروری نہیں ہے کہ جس کی عقل پر پہلے معنی صادق آئیں اُسکی عقل دوسری اور تیسری صفت سے بھی متصف سمجھی جائے۔ یا جس کی عقل سے دوسرے معنی متعلق ہوں وہ تیسرے معنی کا بھی حامل مانا جائے۔

حیا اُس کیفیت انفعالیہ کا نام ہے جو انسان کے دل میں ہوتی ہے جس کی وجہ سے انسان اُن باتوں کو قبول کرلیتا ہے جو اُس پر وارد ہوتی ہیں۔ حیا کے مختلف درجے ہوتے ہیں۔ ہر درجہ کی عقل کے ساتھ ایک قسم کی حیا ضرور ہوتی ہے۔ لہذا ادنیٰ درجہ کا عاقل ادنیٰ حیادار اور اوسط درجہ کا صاحب عقل اوسط درجہ کا حیادار متصور ہوگا اور کامل العقل کی حیا بھی کامل ہوگی۔ پس ہر صاحب عقل مکلف کا حیادار ہونا لازم ہوگا۔ لیکن صاحب مکر و شیطنت کو اہل حق اس لیے بے حیا کہتے ہیں کہ وہ شیطانی وساوس سے متاثر ہوجاتا ہے اور احکام الٰہیہ سے اثر نہیں لیتا ہے

یہ اُس کا اختیاری فعل ہوتا ہے۔

دین | اُس قوت فاعلہ کا نام ہے جو آدمی کو طاعت خدا کی طرف رغبت دلاتی ہے اور نافرمانی سے بچاتی ہے۔ اس قوت کے لیے بھی مراتب ہوتے ہیں لہذا جس درجہ کی عقل اور حیا ہوگی اُسی مرتبہ کا دین بھی ہوگا۔ اگر وہ دونوں صفتیں ادنیٰ ہیں تو دین بھی ادنیٰ ہوگا اور اگر وہ دونوں اعلےٰ ہیں تو دین بھی کامل ہوگا۔

صاحب شیطنت و نکرا اہلِ حق کے نزدیک اس لیے بیدین ہوتا ہے کہ وہ فرمان الٰہی کا تابع نہیں ہوتا ہے۔

اصل مدعا | تمہید مذکور کے بعد عبدالشکور لکھنوی کو معلوم ہونا چاہیے کہ جسوقت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تھے یقیناً مکلف تھے پس آپ کا عاقل و باحیا اور دیندار ہونا تسلیم کرنا پڑیگا کیونکہ تینوں چیزیں مکلف سے جدا نہیں ہوسکتیں۔ نیز امین وحی کا صفی اللہ کے سامنے تین چیزیں پیش کرنا اور ایک چیز کے انتخاب کا اختیار دینا اور حضرت آدم کا عقل کو منتخب فرمانا اس بات کی دلیل بین ہے کہ آنجناب عاقل بھی تھے ورنہ عقل کو ترجیح نہ دیتے۔ اور حیادار بھی تھے ورنہ اشرہی نہ لیتے اور دیندار بھی تھے ورنہ امر پروردگار کی اطاعت ہی نہ کرتے حالانکہ یہ سب باتیں پوری ہوئیں پس معلوم ہوگیا کہ جناب آدم یقینی طور سے متصف بصفات ثلثہ مذکورہ تھے۔

ایک شبہ کا ازالہ | اب رہی یہ بات کہ جب صفی اللہ تینوں صفتوں سے موصوف تھے تو پھر ان چیزوں کے پیش ہونے کی ضرورت ہی کیا تھی کہ تحصیل حاصل باطل ہے۔

الجواب۔ گو حضرت آدم بلحاظ بشریت و تکلیف تینوں صفتوں کے جامع تھے لیکن جسوقت خلافت الٰہیہ کے لیے آپ کا انتخاب ہوا تو خلیفۃ اللہ کا صفات کاملہ سے اتصاف ضروری ہوا تھا بنابریں عقل کامل۔ حیاے کامل۔ دین کامل آپ کے سامنے پیش ہوا اور بغرض امتحان عقل ایک چیز کے انتخاب کا آپ کو اختیار دیا گیا۔ آپ نے عقل کو منتخب کرکے اپنی عقل سابق کا ثبوت دیدیا۔ اور امتحان خدا میں کامیابی حاصل فرمائی۔ پس معلوم ہوا کہ خدا کا پہلا خلیفہ

تینوں صفتوں سے متصف تھا لہذا روایت معہودہ غلط نہیں ہے اور اُس پر موضوع ہونے کا الزام مدیر النجم کی بیوقوفی اور افترا پردازی ہے۔

مولوی عبدالشکور کہیے دل شاد طرب و قلب لرزاں میں تسلی ہوئی یا نہیں آپ نے دیکھ لیا اور بشرطیکہ آپ تجاہل عارفانہ کے مرتکب نہ ہوں تو آپ بخوبی واقف ہیں کہ خلیفہ کے لیے عقل وحیا و دین کامل ہونا چاہیے اب مہربانی کرکے اپنے خلفاء ثلثہ میں صفات مذکورہ ادنیٰ درجہ کی ثابت کر دیجیے۔ اور میدان میں آکر ثبوت دیجیے۔

سوال از مدیر النجم | مدیر صاحب یہ تو فرمائیے کہ حضور سرور عالم قبل بعثت مومن تھے یا معاذ اللہ نہیں۔ اور ایمان کی حقیقت سے آگاہ تھے یا نہیں۔ پس اگر مومن تھے تو آپکی تفسیر مفاتیح الغیب میں بہ ذیل آیۂ ووجدک ضالا فھدیٰ کیوں موجود ہے کہ توبہ توبہ آنحضرت قبل بعثت بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ بڑے افسوس کی بات ہے بلکہ موجب صد لعنت ہے کہ آپ کی مذہبی تفسیر میں گندہ خرافات اللہ کے خلیفہ آخرین کی طرف منسوب کی گئی ہے لہذا تفسیر مذکورہ کو نذر آتش کر دیجیے جس طرح آپ کے جامع القرآن نے کتاب اللہ کی جلدیں جلوائی تھیں۔ پڑھیے فیض الباری شرح صحیح بخاری پ صـ۲۰۳ پس جب کہ آپ کے مذہب میں قرآن جلانا فعل خلیفہ ہو کر جائز ہو گیا تو مفاتیح الغیب کس شمار میں ہے۔ مدیر صاحب تم محرف القرآن ست احراق القرآن کا جرم اپنی آخر زندگی تک نہیں مٹا سکتے۔ آپ نے النجم کے کسی نمبر میں لکھا ہے کہ جو کچھ جلایا گیا وہ موجب گمراہی تھا۔ افسوس مدیر صاحب تف ہے ایسے ایمان پر جو کلام اللہ کو موجب گمراہی لکھے۔ اور بتائیے کہ اگر حضور سید عالم قبل نزول قرآن حقیقت ایمان سے واقف اور کتاب کے عالم تھے تو قرآن میں کیوں آیا ہے ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان (سورۂ شعراء) یعنی اے رسول تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے۔

اگر آپ کی طرف سے یہ سوال ہوگا تو ہم فوراً جواب دیں گے کہ خدا کا آخری خلیفہ جو سارے عالم کے شہنشاہ اور سلطان الٰہی ہے قبل بعثت کتاب کا بھی عالم تھا اور ایمان سے

بھی واقف تھا۔ لیکن علم دو طرح کا ہوتا ہے ایک اجمالی دوسرا تفصیلی۔ آیت مذکورہ میں علم تفصیلی کی نفی ہوئی ہے۔ کیونکہ قرآن و ایمان کا علم اجمالی آپ کو پہلے سے حاصل تھا۔ ہاں اُسکی تفصیل بعد میں ہوئی۔ قبل بعثت جو چیز اجمالی طور سے حاصل تھی بعد بعثت اُسکی تفصیل ہو گئی لہذا اس مثال کو مدنظر رکھتے ہوئے سمجھ لیجیے کہ حضرت آدم قبل ہبوط عاقل بھی تھے۔ اور حیادار و با ایمان بھی تھے لیکن بوقت اصطفا و انتخاب وہی صفتیں کامل کر دی گئیں۔

میں انتظار کروں گا کہ آپ میرے سوالوں کا جواب کیا دیں گے۔ اب آپ کے ذمہ ہمارے بیالیس سوال قرض ہو گئے مہربانی کر کے فراموش نہ کیجیے گا۔

"تاریخ نما" شیعہ کلنڈر ۱۹۲۷ء یہ کلنڈر شیعہ اخبار کے دفتر سے ہمیں بغرض ریویو ملا ہے۔ تین رنگوں (سرخ، سبز، اور نیلے) سے طبع کیا گیا ہے ائمہ معصومین اور پنجتن پاک علیہم السلام کے اسما نہایت خوشخط لکھے ہوئے ہیں کاغذ سفید اور چکنا ہے شیعی گھروں میں اسکا وجود علاوہ تاریخ نمائی کے باعث برکت بھی ہے۔ قیمت قسم اول ۴ر قسم دوم ۳ر

ملنے کا پتہ:۔ منیجر شیعہ بک ایجنسی موچی دروازہ لاہور

جلسۂ یادگار جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ آگرہ

بتاریخ ۱۵-۱۶-۱۷- اپریل ۱۹۲۷ء مطابق ۱۲-۱۳-۱۴- شوال ۱۳۴۵ھ بقید ایام جمعہ، شنبہ، یکشنبہ بمقام مزار اقدس منعقد ہوگا حضرات علما و واعظین حسب معمول رونق افروز مجالس یادگار ہونگے حضرات زائرین اپنی تشریف آوری سے دو ہفتہ قبل سکریٹری کو مطلع کریں اور جو صاحب اپنے لئے جائے قیام علیحدہ چاہتے ہوں کرایہ ڈیڑھ بھیجدیں ورنہ کوئی ذمہ داری نہ ہوگی جملہ مراسلات و خط و کتابت وغیرہ پتہ ذیل سے ہونا چاہیے

سید حسن عباس الموسوی آنریری سکریٹری ڈاکخانہ دیال باغ مزار شہید ثالث آگرہ

نمکدان

واہ رے شورِ محبت خوب ہی چھڑکا نمک — ہڈیاں انکی ہماکس کس مزے سے کھائے ہے

عثمان بن عفان غنی آپ کا لقب ذوالنورین ہے آپکی والدہ کا تعلق ازدواج کچھ دنوں ایک یہودی سے بھی رہا مگر وہ حسب موقع و محل تھا لہذا کسی مسئلہ کو اسمیں گنجائش کلام نہیں کیونکہ امر ہلکت خویش خسروان دانند آپ کی بہن کا نام نامی آمنہ تھا، جاہلیت کے زمانے میں آپ مشاطہ تھیں ہند کے ساتھ رسول اللہؐ کے پاس آئیں اور بیعت کی، بیعت اس بات پر ہوئی کہ نہ شرک اختیار کرینگی اور نہ زنا کرینگی، شاید اسکے پہلے یہ سب امور سہواً سرزد ہوتے تھے، آپ کے بھائی صاحب یعنی حضرت عثمان نہ معلوم بیعت رضوان میں شریک تھے یا نہیں مگر بڑے صاحب اور منجھلے صاحب نے تو یقیناً بیعت کی تھی اور وہ بیعت جان کے بیچنے پر ہوئی یعنی یہ لوگ اپنی جان عزیز کو بیع کر چکے تھے اور ان کو حق نہ تھا کہ وہ بازار جہاد میں اسکو بھاگ کے بچائیں مگر بھاگے اور ایسے کہ تاریخی صفحات اور خلفا کے چہرے آج تک غبار آلود دکھائی دیتے ہیں، معلوم ہوا کہ وہ بیعت ٹوٹی پھر تجدید بیعت ہوئی تھی یا نہیں اسے اللہ بہتر جانتا ہے،

ہاں تو خیال اس بات کا ہے کہ جب عثمانی بیعت کی زنجیر فرار کے جھٹکوں سے ٹوٹی تو انکی ہمشیر تو بیچاری عورت ذات تھیں، نہ معلوم وہ بیعت جسکو ان لا یشرکن باللہ ولا یسرقن ولا یزنین، ظاہر کرتا ہے، سالم رہے یا ٹوٹی، خلفا کا نقض بیعت تو بتاتا ہے.... کہ.... قیاس کن ز گلستان من بہار مرا، (از اصابہ ص۲۲۵)

مدیر النجم سے ایک سوال کیوں مدیر صاحب اگر رسول اللہ کی لڑکیاں رقیہ اور ام کلثوم عثمان غنی کو بیاہی تھیں تو ان میں کون سے سرخاب کے پر لگ گئے اور کونسی فضیلت آئی کہ آپ لوگوں نے "ذوالنورین" کے لقب سے ملقب فرما دیا؟

اگر آپ کچھ کہہ سکتے تھے تو شاید اسوقت جب یہ لڑکیاں کنواری حضرت غنی کو

بیاہ دی جاتیں، مگر تاریخ اور آپ کی کتابیں اسکو ثابت نہیں کرتیں کیونکہ معلوم ہے کہ حضرت غنی سے پہلے رسول اللہ کی یہی دونوں لڑکیاں عتیبہ و عتبہ ابن ابی لہب کو بیاہی ہوئی تھیں جنکی ماں حمالۃ الحطب تھی اور جسکی مذمت قرآن میں تصریحاً موجود ہے۔ چنانچہ ملاحظہ استیعاب باب الراء صفحہ ۲۹۹ برحاشیہ اصابہ مصر۔

وکانت رقیہ بنت رسول اللہ تحت عتبۃ بن ابی لھب وکانت اختھا ام کلثوم تحت عتیبہ بن ابی لھب فلما نزلت تبت یدا ابی لھب قال لھما ابولھب فارقا ابنتی محمد۔

رقیہ بنت رسول اللہ عتبہ ابن ابی لہب کو بیاہی تھیں، اور ام کلثوم رقیہ کی بہن عتیبہ بن ابی لہب کو بیاہی تھیں جب یہ آیت "تبت یدا" نازل ہوئی تو ابولہب نے بیٹوں سے کہا کہ رسول کی لڑکیوں سے مفارقت کرو۔

اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں کو یعنی عتبہ و عتیبہ کو آپ کوئی لقب کیوں نہیں دیتے کیونکہ حضرت غنی کا شرف اور یہ لقب محض دختران رسول سے تھا۔ یہ بھی فرمائیے کہ عتبہ و عتیبہ بہتر تھے یا حضرت غنی، جسوقت یہ شادی ہوئی تھی اسوقت عتبہ و عتیبہ کی طرح حضرت غنی بھی موجود تھے مگر رسول نے ان دونوں کو ترجیح دی اور انکی بات بھی نہ پوچھی جب ان دونوں نے بہ حکم ابولہب دختران رسول کو طلاق دیدیا تو عثمان غنی سے یکے بعد دیگرے تزویج ہوئی، اب دیکھیے نفاق و کفر کے پلے برابر ہیں یا نہیں بلکہ اگر غور کیجیے گا تو کفر کا پلہ فضیلت میں جھکتا ہوا نظر آئے گا کیونکہ حالت بکر میں عتبہ و عتیبہ کے ساتھ عقد ہوا تھا اور یہ وہ فضیلت تھی جو سرمایۂ فخر ام المومنین عائشہ ہے، اب وہ فخر کہاں گیا؟

علامت نفاق

وان اردت ان توفق لاصلاح عیب نفسک فاترک التجسس عن عیوب الناس فان التجسس من شعب النفاق (حیوۃ الحیوان دمیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۶۵)

اگر یہ چاہتے ہو کہ تم اپنے عیب کے اصلاح کے لیے موفق ہو تو لوگوں کے عیوب کا تجسس نہ کرو

کیونکہ تجسس نفاق کا ایک شعبہ ہے۔

وہ اخلاق اسلامی جنکی تعلیم رسول نے کی اسکا ذکر شیخ ابوالحسن شاذلی نے کیا ہے منجملہ انکے رسولؐ نے یہی تعلیم دی ہے کہ تجسس عیوب نہ کرنا اور اس تجسس کو نفاق کی علامت قرار دی ہے کلام ربانی نے بھی لا تجسسوا کہہ کے اسے روکا ہے، مگر حضرت عمر کی سیاست کے آگے خدا و رسولؐ کے قول کی بھلا کیا وقعت ہو سکتی ہے چنانچہ آپ میں یہ علامت نفاق ہمیشہ موجود رہے منجملہ سیکڑوں واقعات کے ایک یہ واقعہ تجسس ہدیۂ ناظرین ہے جو نفاق عمر پر قوی دلیل ہے۔

ازالۃ الخفا مقصد دوم صـ۷۲ـ

ان عمر کان یعس بالمدینۃ اللیل فسمع صوت رجل فی بیت یتغنی فتسور علیہ فوجد رجلا عندہ امراۃ وخمر فقال یا عدو اللہ اظننت ان اللہ تعالی یسترک وانت علی معصیۃ فقال وانت یا امیر المومنین فلا تعجل ان اک عصیت اللہ فی واحدۃ فانت عصیتہ فی ثلاث قال اللہ تعالی ولا تجسسوا وقد تجسست وقال لیس البر ان تاتو البیوت من ظھورھا وقد تسورت علی وقال اللہ لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم وقد دخلت بیتی بغیر اذن ولا سلام فقال عمر ھل عندکم من خیر ان عفوت عنک قال نعم:۔

حضرت عمر شب کو مدینہ کا گشت لگایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ایک گھر سے ایک شخص کے گانے کی آواز سنی آپ دیوار پھاند کے گھر میں گئے (معلوم ہوتا ہے دیوار پھاندنے میں بھی مشق تھی اچھا ہوا آجکل نہوے ورنہ حوالات ہوتی) دیکھا کہ ایک شخص ہے اسکے پاس ایک عورت ہے اور شراب ہے، آپ نے للکار کر کہا کیوں او دشمن خدا تو یہ جانتا ہے کہ تیری خدا پردہ پوشی کریگا حالانکہ تو اسکی معصیت کر رہا ہے۔ اس نے جواب دیا، حضرت آپ اپنی تو کہیے، ذرا جلدی نہ کیجیے اگر میں نے خدا کی نافرمانی کسی ایک بات میں کی ہے تو آپ نے تین نافرمانیاں کی ہیں خدا نے کہا ہے کہ کسی کے عیب کا تجسس نہ کرو اور آپ نے کیا۔ یہ ایک ہوئی خدا نے کہا ہے کہ پس پشت مکان سے آنا نیکی نہیں آنا ہو تو دروازے سے آؤ اور آپ دیوار پھاند کے آئے یہ دو ہوئیں، خدا نے کہا ہے کہ اپنے گھروں کے سوا کسی دوسرے گھر میں نہ داخل ہو اور آپ میرے گھر میں گھس آئے نہ اجازت لی نہ سلام کیا، (اب تو حضرت سٹ پٹائے) کہنے لگے اگر میں معاف کردوں تو تو کوئی نیکی کرے گا؟ اسنے کہا "ہاں"۔

سبحان اللہ کیا سیاست تھی، سب سے پہلے تو یہ غور طلب ہے کہ رسول نے بھی ایسا کیا تھا یا نہیں اگر یہ ایجاد بندہ تھی تو بدعت تھی یا نہیں، پھر یہ امر قابلِ ملاحظہ ہے کہ اگر معصیت تھی اور تھی جسکی شہادت خود عمر نے دی تو حد کیوں نہ جاری کی گئی شرع کے نفاذ میں یہ کمی کیوں ہوئی، تیسرے یہ بات نہایت دلچسپ ہے کہ خدا کی معصیت کے عفو کرنے کا پندار جناب کو تھا جب ہی تو فرمایا کہ اگر میں تجھے معاف کردوں تو اسکے عوض میں تو نیکی کرے گا۔ بے بھلا دُنیا بتائے کہ خدائی گناہ کے معاف کرنے والے آپ کون ؟

ہر مقام پر آپ دسہرہ کے دتو کی طرح تشریف لے جاتے تھے اور جاہل سے جاہل شخص آپ کو محجوج کر دیتا تھا، یہ تھی آپ کی علمیت کیا اسی برتے پر یہ حدیث گڑھی گئی لو کان نبیا من بعدی لکان عمر رسول نے کہا اگر کوئی نبی میرے بعد ہوتا تو حضرت عمر ہوتے۔

"مرا بر آرزوہا ے نظیری خندہ می آید"

کیا اب بھی خلافت مآب عریض القفا والالقاب کے نفاق میں کوئی شبہہ ہے ؟

کیا فحاش و لعان صدیق ہوسکتا ہے ؟

عن ابی ھریرۃ عن النبی لا ینبغی لصدیق ان یکون لعانا مشکوٰۃ صہ ۳۵۱ — ابوہریرہ سے روایت ہے وہ نبی سے ناقل ہیں کہ رسول نے فرمایا کہ صدیق کو لعان (گالی گلوچ کرنیوالا) نہ ہونا چاہیے۔

حضرت ابوبکر میں جہاں سے تمام فضائلِ رذائل انجام تھے وہاں ایک فضیلت طعن و لعن و سب و شتم بھی موجود تھی چنانچہ صلح حدیبیہ میں آپ گالیاں تصنیف فرماتے تھے اور کفار قریش کے نذر کرتے تھے "وامصص بظر اللات" صنم لات کا اندام نہانی چوس" آپ ہی کے زریں مصنفات سے ہے یوہیں لوجرت الکلاب بارجل ازواج النبی اگر ازواج نبی کی ٹانگیں کتے گھسیٹیں" آپ ہی کا منقولہ ہے، بے بھلا ام المومنین کی شان میں سوا ان کے پدر عالیقدار کے کون شخص ایسے الفاظ صرف کرنے کی جسارت کرسکتا ہے، خود اپنی زبان درازی کے قائل تھے

اور حضرت عائشہ بھی فرماتی تھیں کہ بابا جان بڑے جھگڑالو ہیں، ان البلاء موکل بالمنطق
آپ ہی کی کہی ہوئی مثل ہے جسکا ذکر صاحب جمہرۃ الامثال نے کیا ہے، زبان ہی کی وجہ سے
آپ کو روز بد دیکھنا پڑتا تھا۔

رسولؐ کے نزدیک ابوبکر صدیق نہ تھے

کیونکہ ایک روز رسول نے فرمایا تھا کہ صدیق کہیں لعّان ہوسکتا ہے، خدا کی قسم کبھی نہیں ایسا
شخص جولعان ہو صدیق نہیں ہوسکتا، یہ روایت مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۴ پر مرقوم ہے۔

عن عائشۃ قالت مرّ النبی بابی بکر وھو یلعن بعض رقیقہ فالتفت الیہ وقال لعانین وصدیقین کلا ورب الکعبۃ

عائشہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول ابوبکر کی طرف ہو کے گزرے تو دیکھا کہ ابوبکر اپنے ایک غلام کو گالیاں دے رہے تھے رسولؐ نے کہا کہ کیا صدیق لعان ہوسکتا ہے؟ کبھی نہیں خدا سے کعبہ کی قسم۔

"زبان بے زبان کو سزا"

ایک دن حضرت ابوبکر اپنی زبان کی سزا میں مشغول تھے اسکو مُنھ سے باہر نکال لیتے تھے
اور کھینچتے تھے کہ وہ ٹھڈی تک آتی تھی پلھٹ، "کبھی کھینچ لیتے تھے تو گدّی تک پہونچتی تھی
جیسے بچوں کے لیے زبان دار ربڑ کا گیند دو آنے والا دباؤ تو زبان باہر نکال دے چھوڑ دو تو
زبان اندر چلی جائے) غرض کہ یوں ہی زبان کو سزا دے رہے تھے جیسی انوکھی گالیاں ہوتی تھیں
ویسی ہی انوکھی سزا تجویز فرماتے تھے، حضرت عمر نے جو دیکھا تو کہا بھائی یہ آپ کیا کر رہے ہیں
خدا آپ کو بخشے ایسا نہ کیجیے، آپ نے جواب دیا بھائی عمر رہنے دو مجھے اسکی وجہ سے بُرے
دن دیکھنے پڑے۔ دخل عمر یوما علی ابی بکر وھو یجبذ لسانہ الخ مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۴

---

(۵)

ابوبکر کو گالیاں دینے سے رسول اللہ خوش تھے؟

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابوبکر کو گالیاں دے رہا تھا اور

رسول اللہ بیٹھے ہوئے سنتے جاتے تھے اور ہنس رہے تھے جب اس نے بہت سی گالیاں دیں تو حضرت ابوبکر نے بھی گالیوں کا جواب گالیوں سے دینا شروع کیا جب ترکی بہ ترکی ہونے لگی اور ابوبکر نے گالی دی تو رسول اللہ ابوبکر پر غصہ ہوئے۔ جس کی شکایت ابوبکر نے کی کہ آپ کے سامنے اس نے گالیاں دیں تو آپ ہنستے رہے اور میں نے جو گالیاں دیں تو آپ غصہ فرمانے لگے۔ ان رجلا شتم ابا بکر والنبی جالس یتعجب ویتبسم الخ مشکوٰۃ ص۳۶۹

کیا رسول اللہ کتے پالتے تھے ؟

مشکوٰۃ شریف میں یہ روایت موجود ہے جس کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ معاذ اللہ رسول کو کتے پالنے کا بھی شوق تھا چنانچہ ص۳۲۹ پر ابوہریرہ سے یہ روایت منقول ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ اتانی جبرئیل قال اتیتک البارحۃ فلم یمنعنی ان اکون دخلت الا انہ کان علی باب التماثیل وکان فی البیت قرام ستر فیہ تماثیل وکان فی البیت کلب فمر براس التمثال الذی علی الباب فلیقطع فیصیر کھیئۃ الشجرۃ ومر بالستر فلیقطع ومر بالکلب فلیخرج رواہ ابو داؤد والترمذی۔ مشکوٰۃ ص۳۲۹

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جبرئیل ابھی میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ کل میں آپ کے پاس آیا تھا مگر گھر میں آنے سے مجھے چند چیزوں نے روکا ایک تو دروازہ پر ایک بت تھا دوسرے منقش پردے تھے تیسرے گھر میں کتا تھا لہٰذا آپ بت کا سر توڑ ڈالیے اور پردے کو پھاڑ ڈالیے اور کتے کو باہر نکال دیجیے چنانچہ حضور نے ایسا ہی کیا اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ رسول کے نبوتکدہ میں معاذ اللہ آثار کفر و عیسویت و یہودیت سب موجود تھے اب اگر نبی کے بعد یہ فعل تھا تو خدا کی پناہ اور اگر قبل تھا تو علاوہ منقصت رسول کے علم رسول و امتیاز نبی ایک حد تک فرشتے سے کم معلوم ہوتا ہے، مگر اس کے کہنے کی گنجائش ہے کہ ممکن ہے حضرت عائشہ کی متعدد دلچسپیوں میں ایک یہ بھی دلچسپی رہی ہو، اور رسول مجبور رہا ہو۔

خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھئے

کیونکر

بذریعہ

معجون کایا پلٹ

فہرست دواخانہ مفت طلب فرمایئے

یہ قلیل المقدار کثیر المنافع تمام مضرتوں سے پاک صاف مرکب اپنے اثرات میں عجیب التاثیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام اطراف و اکناف عالم میں درجہ مقبولیت کو پہونچا ہوا ہے ہمارے ... تجربہ حسب ذیل منافع رکھتی ... ہے۔ اعضائے رئیسہ (دل دماغ جگر) قوائے ہضمی کو زبردست قوت ... امراض جیسے جوانی میں پیری کے آثار ... ایسی بزدلی خیالات ... کبھی کبھی موت کے خیالات کو ذہن میں جگہ دینا ... تھوڑی ... باعث تھکاوٹ چہرہ بے رونق ... وغیرہ وغیرہ شکایات پیدا ہوتی ہیں ان کو دفع کرکے اس قدر قوت پیدا کرتا ہے کہ قابل بیان نہیں خاص کر ان لوگوں کے لئے آب حیات ہے جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے جوہر جسم کو برباد کر چکے ہیں۔

نوٹ۔ ہم صدق دل سے وعدہ کرتے ہیں کہ یہ مرکب معجون چند ہی روز میں جوان بنا دیگی کل مردہ قوتیں ضرور ...

مقدار خوراک صرف ایک تولہ پورے ایک مہینہ کا ڈبہ قیمت تین روپیہ بارہ آنہ ...

مرزا سجاد حسین عطار مالک دواخانہ "معین العلاج" جھوائی ٹولہ چوک لکھنؤ

صلائے عام

دفتر سہیل یمن میں ترجمہ کا کام ہمیشہ ہوتا ہے، عربی، فارسی اور انگریزی کتابوں کے تراجم سلیس اردو میں کئے جاتے ہیں۔ ماہ محرم سے اسکا خاص انتظام کیا گیا ہے۔ نہ صرف تراجم بلکہ تصنیفات و تالیفات کے متعلق ہر کام اس مرکز علمی میں نہایت خوبی کیساتھ انجام دیا جاتا ہے۔ اُجرت ترجمہ بذریعہ خط و کتابت طے کیجا سکتی ہے۔ "منیجر"

دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کی ہوئی بہترین مرکبات

حب کیمیائے عشرت یہ دوا اُن حضرات کے واسطے ہے جو اپنی قوت خود زائل کر چکے ہوں چند روز کے استعمال ہی سے بے نظیر قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ بیان سے باہر ہے جو لوگ مایوس ہو چکے ہوں اُن کو رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ قوت باہ اور جریان کیلئے اکسیر ہے متواتر استعمال سے مایوسوں کی اُمید بر آتی ہے۔

قیمت فی درجن .... (سے)

اکسیر اعصاب طاقت و توانائی پیدا کرنے کی ایسی نایاب دوا ہے جس کا مثل نہیں ہے مرض کے شدید سے شدید حملہ اٹھا کر لاغر و ناتواں ہو گئے ہوں اس کے استعمال سے قوت عود کر آتی ہے رنگ رخسار سرخ و سفید ہو جاتا ہے جگر معدہ کے افعال کو تقویت قلب کو طاقت مثانہ و گردہ کے افعال کو درست کرتی ہے جریان کثرت احتلام سرعت کو دور کرتی ہے عورتوں کے خفیہ امراض کا علاج ہے مرض انیمیا خون کی کمی میں اکسیر ہے

قیمت فی شیشی ...... ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

روغن ملکہ ترکیب خاص یہ روغن بالوں کی طاقت کیلئے بہت سے بیش قیمت دیگر مقوی مع دویہ سے ترکیب خاص سے تیار کیا گیا ہے۔ بالوں کو قبل از وقت سفید ہونے سے روکتا ہے۔ خشکی و بدبو کو دور کرتا ہے بالوں کی جڑوں کو مضبوط کر کے گرنے سے باز رکھتا ہے بالوں کو چمکدار و دراز کرتا ہے صنف نازک سوسائٹی محنت کرنیوالوں کیلئے بے نظیر ہے۔ قیمت فی شیشی (عہ)

اکسیر معدہ معدہ کے تمام امراض کیلئے حقیقتاً اکسیر ہے۔ قراقر۔ سوء ہضمی۔ کمزوری معدہ نفخ شکم۔ بواسیر بادی۔ درد شکم تخمہ۔ ہیضہ۔ کو فوراً فائدہ کرتا ہے کیسی ہی ثقیل غذا کھائی ہو تھوڑے عرصہ مین ہضم کرتا ہے معدہ کو قوی کر کے بھوک بڑھاتا ہے ایکدفعہ تجربہ فرمائیے۔ نمونہ مفت طلب کیجئے۔ قیمت فی شیشی (عہ)

فہرست کلاں دواخانہ کی مفت طلب فرمائیے

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ